1609

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،3۔جنوری2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبولﷺ

سوالات

(محکمہ زراعت)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں)

(مورخہ 20اور27۔دسمبر2011کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قراردادیں)

1۔ سردار خالد سلیم بھٹی: اس ایوان کی رائے ہے کہ بورے والا شہر میں بھی واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ نصب کرنے کے اقدامات اٹھائے تاکہ بورے والا کے شہریوں کو بھی صاف پینے کا پانی مل سکے۔

2۔ چودھری ظہیر الدین خان: اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب وفاقی حکومت سے مطالبہ کرے کہ پنجاب کے مختلف اضلاع کی لاکھوں ایکڑ زرعی زمین کو سیم وتھور کی وجہ سے بنجر ہونے سے بچانے کے لئے سکارپ(SCARP)کے منصوبوں کے لئے بین الاقوامی مالیاتی اداروں سے قرض پر حاصل کئے گئے اربوں ڈالرز کے ضیاع کو روکا جائے۔

3۔ جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: یہ ایوان حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ 1995 سے 2001 کے دوران ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کو سات فیصدCost of Living Allowance دیا جائے۔

4۔ محترمہ ساجدہ میر: اس ایوان کی رائے ہے کہ پانی اللہ تبارک وتعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے جس کے بغیر نوع انسانی کا گزارہ ناممکن ہے مگر گزشتہ کچھ عرصے سے لاہور کے مختلف علاقوں سے پانی میں غلاظت کی خبریں آنا معمول بن گئی ہیں۔ نلکوں سے گندا پانی آنے کی وجہ سے لوگوں میں پیٹ کی بیماریاں عام ہو رہی ہیں اور اگر یہ پانی اپنا کمال دکھا گیا تو کسی بھی مہلک وباء کے پھیلنے کا شدید اندیشہ پیدا ہو سکتا ہے۔اس گرد آلود اور بدبودار

پانی سے مٹی کے ذرات اور بسا اوقات چھوٹے چھوٹے کیڑے مکوڑے بھی نکل آتے ہیں لہذا حکومت پنجاب پانی کی غلاظت کے خاتمے کے لئے فی الفور اقدامات کرے تاکہ عوام الناس شفاف پانی پی کر مہلک بیماریوں سے محفوظ رہ سکیں۔

1610

(موجودہ قرار دادیں)

1۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ ایوان وفاقی حکومت کو اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ایم این ایز اور سینٹرز کی طرح صوبائی اسمبلی پنجاب کے تمام اراکین اسمبلی کو بھی بلیو پاسپورٹ Gratis پاسپورٹ جاری کئے جائیں۔

2۔ جناب محمد وارث کلو: اس ایوان کی رائے ہے کہ سرگودھا ڈویژن کے ضلع خوشاب میں کارڈیالوجی سنٹر قائم کیا جائے۔

3۔ محترمہ راحیلہ خادم حسین: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ کے تمام سکول اور گرلز و بوائز کالجز میں موبائل فون کے استعمال پر فوری پابندی عائد کی جائے۔

4۔ جناب اعجاز احمد کاہلوں: اس ایوان کی رائے ہے کہ سرگودھا ڈویژن میں سرگودھا ڈویلپمنٹ اتھارٹی (SDA) قائم کی جائے۔

5۔ محترمہ آمنہ اُلفت: یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ حکومت پاکستان منسٹری آف کلچر اینڈ ٹورازم کی جانب سے جاری کردہ بھارتی فلموں پر پابندی کے نوٹیفکیشن مورخہ 4۔جون 1984 اور 7۔ستمبر 1965 کی خلاف ورزی میں بھارتی فلموں کی جاری نمائش کو روکنے کے لئے فی الفور ضروری اقدامات کئے جائیں۔

1611

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیسواں اجلاس

منگل، 3۔جنوری 2012

(یوم الثلاثہ، 8۔صفر المظفر 1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری غلام رسول نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (65)

سورۃ النِّسَاء أیت 65

تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ جب تک اپنے تنازعات میں تمہیں منصف نہ بنائیں اور جو فیصلہ تم کردو اُس سے اپنے دل میں تنگ نہ ہوں بلکہ اُس کو خوشی سے مان لیں تب تک مومن نہیں ہوں گے (65)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اے ختم رُسل اے شاہِ زمن، اے پاک نبی ﷺ رحمت والے
تُو ﷺ جانِ سُخن موضوعِ سُخن، اے پاک نبی ﷺ رحمت والے
اے پاک شجر کے پاک ثمر، تارے ہیں نبی اور تُو ﷺ ہے قمر
ہے ماہِ جبیں تیری ایک کرن، اے پاک نبی ﷺ رحمت والے
اے بدروحُنین کے راہنما، اے فاتح خیبر کے مولا!
تیرا اک اشارہ کفر شکن اے، پاک نبی ﷺ رحمت والے

سوالات

(محکمہ زراعت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈا پر محکمہ زراعت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور اُن کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! Question No. 137, on his behalf

(معزز ممبر نے سید حسن مرتضیٰ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

تحصیل چنیوٹ میں کھال ٹوٹ پھوٹ کا شکار و پانی ضائع ہونے کا مسئلہ

*137: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل چنیوٹ میں کھال جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں جس کی وجہ سے پانی بہت زیادہ ضائع ہو جاتا ہے؟

(ب) کیا حکومت ان کھالوں کو پکا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پہلی دفعہ کچے کھالہ جات کی اصلاح کے بعد وقت کے ساتھ ساتھ اس میں ٹوٹ پھوٹ کا امکان رہتا ہے۔

(ب) جی ہاں! حکومت قومی پروگرام برائے اصلاح کھالہ جات کے تحت غیر اصلاح شدہ کھالوں کی اصلاح اور پختگی کا ارادہ رکھتی ہے جو کہ وقت کے ساتھ ساتھ اور دستیاب فنڈ کی بنیاد پر چل رہا ہے لیکن اصلاح شدہ کھالوں کی مرمت اور درستی حکومت کی ذمہ داری نہ ہے بلکہ انجمن آبپاشیاں ایکٹ مجریہ 1981 کے تحت کھال کے ایک دفعہ اصلاح و پختگی کے بعد اس کی مرمت، صفائی اور دیکھ بھال کاشتکاروں کے ذمہ ہوتی ہے جو کہ مستقل بنیادوں پر اس سلسلے میں مناسب انتظام کرتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) میں پوچھا گیا تھا کہ کیا حکومت ان کھالوں کو پکا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اُس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "انجمن آبپاشیاں ایکٹ مجریہ 1981 کے تحت کھال کے ایک دفعہ اصلاح وپختگی کے بعد اس کی مرمت، صفائی اور دیکھ بھال کاشتکاروں کے ذمہ ہوتی ہے۔" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ کھالہ جات آج سے بیس پچیس سال پہلے بنائے گئے تھے جس میں کاشتکار کی contribution percent 20 تھی۔ اب وہ کھالہ جات ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئے ہیں اور وہ بہت زیادہ مرمت طلب ہیں۔ ٹھیک ہے کہ 1981 کے ایکٹ کے تحت کسانوں نے ان کھالوں کی مرمت وغیرہ کرنی تھی لیکن مہنگائی کی وجہ سے کسانوں کے پاس وہ ذرائع نہیں ہیں کہ ان کھالوں کی دیکھ بھال کر سکیں تو کیا حکومت کسانوں کی مشکلات کو دور کرنے کے لئے 1981 کے ایکٹ کے اندر ترمیم کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ 1981 کا ایکٹ ہے جس کے مطابق Water Users Associations بنائی گئی تھیں۔ اس کے تحت ہی اصلاح آبپاشی ہوتی تھی اور اس پر کثیر رقم خرچ ہو چکی ہے۔ اب ایک نیا منصوبہ 36۔ارب روپے کی لاگت سے شروع ہو رہا ہے لیکن ہمارے پاس جو وسائل ہیں اس کے مطابق جو پالیسی پہلے بنی ہوئی ہے اس کی کلاز 41 اور کلاز 10(7) ہے اس کے مطابق کھال کی مرمت اور اصلاح ہونے کے بعد پھر کہیں شکست وریخت ہوتی ہے تو وہ متعلقہ انجمن ہی اس کی مرمت کرتی ہے۔ ہم ابھی بڑی مشکل سے میٹھے پانی کے علاقوں میں پندرہ فیصد کھال کی اصلاح کر پا رہے ہیں۔ ہم ان کے لئے مزید کھال بھی بنائیں گے لیکن جہاں تک چنیوٹ کا سوال آیا ہے جس پر میں نے وہاں کی معلومات حاصل کی ہیں تو وہاں پر اس قدر مرمت درکار نہیں ہے تاہم یہ اسی انجمن کی ذمہ داری ہے کہ اپنے کھال کی مرمت کرائے۔ وہ کھال ان کی زیر نگرانی بنائے گئے تھے اور مکمل طور پر انجمن ہی جو اس علاقے، کھال اور موگے کے users پر مشتمل ہوتی ہے ان کے زیر نگرانی بنتے ہیں، اس کے مٹیریل کی نگرانی بھی وہی کرتے ہیں، وہ کھال بڑی اچھی حالت میں ہیں۔ اگر کہیں تھوڑی بہت مرمت درکار ہوتی ہے تو اس کلاز کے مطابق اس Water Users Association کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ان کھال کی مرمت کرائے۔

جناب سپیکر: وہ آپ سے یہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا حکومت ایکٹ میں ترمیم کر کے کام کرانے کا ارادہ رکھتی ہے کیونکہ بقول ان کے کہ کاشتکاروں کی اتنی سکت نہیں ہے کہ وہ ان کھال کی مرمت کرا سکیں، کیا آپ مرمت کے لئے کچھ کر سکتے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! فی الحال حکومت کے پاس وسائل نہیں ہیں کہ وہ شکست و ریخت ہونے والے کھالوں کی مرمت کر سکے۔ اس وقت ہمارے ایکٹ میں بھی provision موجود نہیں ہے، کھال کے بہت سارے لوگ users ہوتے ہیں وہ خود کھال کی مرمت کرتے ہیں۔ حکومت کا فی الحال کوئی ارادہ نہیں ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! وزیر موصوف کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پاس وسائل نہیں ہیں حالانکہ یہاں پر 20 فیصد عوام اور 80 فیصد حکومت دیتی تھی۔ اسی مد کے اندر سی سی بی کے بھی اربوں روپے پنجاب کے اضلاع، تحصیلوں اور یونین کونسلوں میں پڑے ہیں جس کے متعلق حال ہی میں ایکٹ پاس ہوا ہے۔ وہ پیسا بھی اسی ضمن میں تھا کہ جہاں پر وسائل نہ ہوں وہاں سے عوام کو shareholder بنا کر اس پیسے کو استعمال کرنے کے لئے ایکٹ میں ترمیم کر لیں۔ ہم جو پیچھے نہروں اور راجباؤں کی lining کر رہے ہیں اور اگلے حصے کو چھوڑ رہے ہیں جب end users تک وہ فائدہ نہیں پہنچتا تو پھر اس lining اور کھالوں اور راجباہوں کو پکا کرنے کا کیا فائدہ ہو گا؟ آپ partially کام نہ کریں اگر اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا ہے تو ذرائع نکل سکتے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا حکومت کا اس ایکٹ میں ترمیم کرنے کا ارادہ ہے یا نہیں؟

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس وقت جو حکومت موجود ہے وہ ایڈیشنل کھالہ جات بنانے کے لئے demands لے رہی ہے، جو کھالے پہلے بنے ہوئے ہیں ان کے علاوہ ایڈیشنل کھالوں کی بات چل رہی ہے تاکہ کھالہ جات کو مکمل کر لیا جائے۔ اس میں گزارش یہ ہے کہ اگر ان کے پاس پیسے نہیں ہیں جس طرح یہ فرما رہے ہیں۔ اس وقت ٹوٹ پھوٹ والے کھالوں میں تو پانی ضائع ہو رہا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا نئے کھالے بنانے کا ارادہ ہے یا نہیں مرمت کرنے کا ارادہ ہے یا نہیں یا یہ صرف ایڈیشنل کھالہ جات بنانا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، اولکھ صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جو تین سال کا عرصہ گزرا ہے اس میں 7-ارب روپے اصلاح آبپاشی میں کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے خرچ کئے گئے ہیں۔ آئندہ کے لئے بھی ایک منصوبہ بنایا گیا ہے جس میں drip sprinkle اور دیگر اصلاح آبپاشی کے لئے 55ہزار کھال مزید پختہ کرنے ہیں۔ اس میں lining additional بھی پندرہ فیصد کی جائے گی۔ اس سے پہلے additional lining نہیں کی جا رہی تھی لیکن اب کی جائے گی۔

جناب سپیکر: میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! تعمیر شدہ کھال کی ایک طبعی عمر ہوتی ہے خاص طور پر brackish علاقوں میں جہاں پر کڑوا پانی ہوتا ہے۔ کھالہ جات جو دیگر لوگ یا ٹھیکیدار بناتے ہیں تو ان میں صحیح اینٹ لگتی ہے اور نہ ہی صحیح مٹیریل لگتا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک کھال کی طبعی عمر ہوتی ہے تو کیا یہ اس طبعی عمر کا تعین کر سکتے ہیں کہ جس کے بعد دوبارہ تعمیر ہو سکے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پنجاب میں مجموعی طور پر 58ہزار کھالہ جات ہیں جن کی ابھی lining ہونا باقی ہے۔ اگر پرانے کھالہ جات کی مرمت شروع کریں گے تو بقیہ کھالہ جات مکمل نہیں ہو سکیں گے۔ اس میں گزارش یہ ہے کہ مرمت کا کام بڑا معمولی ہوتا ہے۔ آپ خود زمیندار ہیں آپ جانتے ہیں کہ ایک کھال پر پچاس سو زمیندار ہوتے ہیں اس میں چھوٹی چھوٹی مرمت کے لئے کون سی بڑی لاگت آتی ہے، کھال اچھی کوالٹی کے بنے ہوئے ہیں وہاں پر سر دست ضرورت بھی نہ ہے۔ تاہم یہ کہیں گے تو اس کو consider کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 4007 ہے۔

(معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

پنجاب کے تمام ڈویژنل ہیڈکوارٹرز میں پیسٹی سائیڈز ٹیسٹنگ لیبارٹریز بنانے کا معاملہ

*4007: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پیسٹی سائیڈز میں ملاوٹ کی عام شکایت ہے؟

(ب) کیا صوبہ پنجاب میں پیسٹی سائیڈ ٹیسٹنگ لیبارٹریز ہیں اگر ہاں تو کتنی اور کس کس جگہ پر؟

(ج) کیا حکومت پنجاب کے تمام ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز میں پیسٹی سائیڈز ٹیسٹنگ لیبارٹریز بنانے کا ارادہ ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ پیسٹی سائیڈز میں ملاوٹ کی شکایت عام ہے۔کیونکہ موجودہ حکومت پنجاب نے 2008 میں اقتدار سنبھالتے ہی ترجیحی بنیادوں پر زرعی ادویات میں ملاوٹ کے سدباب کے لئے ایک جامع حکمت عملی تیار کی اور ٹھوس اقدامات اٹھائے جس کے نتیجے میں پیسٹی سائیڈز میں ملاوٹ بتدریج کم ہو رہی ہے۔

(ب) زرعی ادویات کو چیک کرنے کے لئے محکمہ زراعت حکومت پنجاب کے ماتحت پنجاب میں چار پیسٹی سائیڈز ٹیسٹنگ لیبارٹریز فیصل آباد، کالا شاہ کاکو، ملتان اور بہاولپور میں کام کر رہی ہیں۔

(ج) تاحال ایسا کوئی منصوبہ زیر غور نہیں ہے کیونکہ موجودہ چاروں لیبارٹریز صوبے کی ضروریات کو احسن طریقے سے پورا کر رہی ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ب) کے جواب میں انہوں نے چار لیبارٹریوں کا ذکر کیا ہے۔ 2011 میں کتنے نمونہ جات ان لیبارٹریوں میں وصول ہوئے، ان میں سے کتنے نمونہ جات جعلی ثابت ہوئے اور ان میں لوگوں کو کیا سزا ہوئی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! 2011 میں 8291 نمونہ جات وصول ہوئے، 8016 معیاری اور 275 غیر معیاری ثابت ہوئے۔اس کی شرح کم ہو گئی ہے پہلے آٹھ فیصد سے زیادہ تھی اب کم ہو کر 2.43 فیصد ہو گئی ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس میں 80 فیصد جواب آ گیا ہے اور 20 فیصد رہ گیا ہے۔ جو جواب آ گیا ہے میں اس سے مطمئن ہوں۔کیا کسی کو سزا ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں آپ کو تھوڑی سی تفصیل بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ 2008 میں چیف منسٹر پنجاب کی ہدایات پر جعلی زرعی ادویات اور ملاوٹ کے خلاف ایک massive campaign شروع کی گئی۔ میں یہاں پر کچھ figures quote کروں گا کہ 2008

سے پہلے ملاوٹ کی شرح 8.46 تھی۔ اب اس پر کل 24ہزار 876 نمونہ جات حاصل کئے گئے جن میں سے ایک ہزار 310 نمونہ جات ملاوٹ شدہ ثابت ہوئے۔ کل 1465 مقدمات درج کئے گئے، 892افراد گرفتار کئے گئے، عدالت سے 418 مقدمات کا فیصلہ ہوا جن میں سے 101 افراد کو سزا ہوئی اور 60لاکھ 72ہزار روپے جرمانہ ہوا۔

جناب سپیکر: شاباش۔

محترمہ ساجدہ میر: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ چار ٹیسٹ لیبارٹریاں کیا اس صوبہ کے لئے کم نہیں ہیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ اکثر اوقات کسان اور اُن کی نمائندہ تنظیمیں انہی جعلی ادویات کے خلاف سراپا احتجاج بنی ہوتی ہیں۔ کیا وزیر صاحب یہ بتائیں گے کہ وہ احتجاج کیوں کرتے ہیں کیونکہ اگر انہیں ادویات اچھی ملیں تو وہ کبھی احتجاج نہ کریں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! پہلے یہ بتائیں کہ آپ چار ٹیسٹ لیبارٹریوں کے علاوہ مزید بھی کہیں بنانا چاہتے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ اس بات پر حکومت پنجاب کا خصوصی concern ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس پر ٹاسک فورس بنائی ہے جس کے ایڈیشنل سیکرٹری ٹاسک فورس مقرر ہیں اور ضلع میں باقاعدہ اس کی تنظیمیں مقرر ہیں۔ آپ دیکھیں کہ massive campaign کی وجہ سے ملاوٹ کی شکایات میں کافی کمی ہوئی ہے جس کی وجہ سے فصلات کی حالت اچھی ہو گئی ہے اور پیداوار بڑھ گئی ہے۔ لیبارٹریوں کے حوالے سے میں بتاؤں گا کہ ہماری چار لیبارٹریاں موجود ہیں جن میں سے ایک بڑی لیبارٹری فیصل آباد، ایک ملتان، ایک بہاولپور اور ایک کالا شاہ کاکو میں ہے۔ یہ چاروں لیبارٹریاں ہماری ضروریات پوری کر رہی ہیں اور جتنے samples آتے ہیں اُن سب کی ٹیسٹ رپورٹ آ جاتی ہے۔ سر دست مزید لیبارٹریوں کی ضرورت نہ ہے، اگر ضرورت پیش آئی تو مزید لیبارٹریاں بنا دی جائیں گی۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ کیا Pesticides Testing Laboratories میں کوئی شخص پرائیویٹ طور پر بھی اپنے نمونہ جات ٹیسٹ کروا سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جب ایک sample لیا جاتا ہے تو اُس کے تین حصے بنائے جاتے ہیں۔ ایک حصہ متعلقہ ڈیلر کو دیا جاتا ہے، دوسرا ہماری صوبائی لیبارٹری میں ٹیسٹ کیا جاتا ہے اور تیسرا کراچی میں موجود وفاقی لیبارٹری کو sample بھیجا جاتا ہے مگر پرائیویٹ طور پر sample check کرنے کا کسی کو اختیار نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال بھی چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔

چودھری ندیم خادم: On his behalf سوال نمبر 4008۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ پنجاب میں مکئی کی کاشت کی تفصیلات

*4008: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں اس وقت مختلف قسم کی مکئی کاشت کی جا رہی ہے اگر ہاں تو کتنی اقسام میں اور اس کی اوسط پیداوار فی ایکڑ کیا ہے؟

(ب) کیا سرکاری سطح پر اور نجی ادارے مکئی کے بیج تیار کر رہے ہیں اگر ہاں تو کہاں اور ان کے نام کیا ہیں نیز ان کے تیار کردہ بیج کتنی پیداوار دے رہے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں مختلف قسم کی مکئی کاشت کی جا رہی ہے جس میں سنتھیٹک اقسام (ایسی اقسام جن کا بیج ایک دفعہ تیار ہونے کے بعد 10 سے 12 سال تک کام کرتا ہے) کی تعداد 11 ہے جن کی اوسط پیداوار بہاریہ موسم میں 70-60 من اور ہائیبرڈ اقسام

کی تعداد 2 ہے جن کی اوسط پیداوار 100-80 من فی ایکڑ ہے جبکہ موسم خریف میں روشنی کی کمی کی وجہ سے پیداوار میں 10 سے 15 من فی ایکڑ کمی آ جاتی ہے۔

(ب) جی ہاں۔ سرکاری سطح پر زرعی تحقیقاتی ادارہ مکئی، جوار، باجرہ یوسف والا ضلع ساہیوال میں مکئی کی سنتھیٹک اقسام کا بیج تیار کیا جا رہا ہے جس میں ساہیوال 2002 کی اوسط پیداوار 70 من اور اگیتی 2002 کی اوسط پیداوار 59 من فی ایکڑ ہے۔ اس کے علاوہ سرکاری سطح پر پنجاب سیڈ کارپوریشن، زرعی تحقیقاتی ادارہ مکئی، جوار، باجرہ یوسف والا ضلع ساہیوال کے توسط سے مکئی کی ہائیبرڈ اقسام FH-810 اور FH-421 جن کی اوسط پیداوار 100-80 من فی ایکڑ ہے، تیار کر کے زمینداروں کو دے رہا ہے جبکہ نجی ادارے مکئی کی ہائیبرڈ اقسام کا بیج ملک میں فروخت کر رہے ہیں۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام ادارہ	نام بیج دوغلی اقسام	اوسط پیداوار (من فی ایکڑ)
پائنیر	32F-10, 34N-43, 30Y-83, 31R-88, 32T-78	85
مانسینٹو	6525, 6142, 919	90
آئی سی آئی	ہائی کار 11، 8288, 984, 933	100
سنجینٹا	8441, 8001, 6621	95

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ سرکاری سطح پر زرعی تحقیقاتی ادارے بیج تیار کر رہے ہیں اور زمینداروں کو یہ بیج سپلائی کر رہے ہیں۔ مجھے آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا ہے کہ زمینداروں کو دیا جانے والا بیج کیا subsidy پر دیا جا رہا ہے یا مفت بھی دیا جا رہا ہے اور اگر کسی قسم کا بیج دیا جا رہا ہے تو اُس کی وضاحت فرما دیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یوسف والا ضلع ساہیوال میں ایک ریسرچ سنٹر تھا جو 1967 میں قائم ہوا تھا پھر باقاعدہ یوسف والا میں 1987 میں ایک ریسرچ انسٹیٹیوٹ بنا جو مکئی پر ریسرچ کر رہا ہے اور انہوں نے مکئی کی synthetic-11 اقسام کا بیج تیار کیا ہے جس کی تفصیل میرے پاس ہے جو میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ اسی طرح انہوں نے مکئی کی دو hybrid اقسام کے بیج تیار کئے ہیں۔ ایک نیلم ورائٹی جو 1971 میں تیار ہوئی، اکبر ورائٹی 1973 میں تیار ہوئی۔۔۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! منسٹر صاحب صرف یہ بتادیں کہ کوئی بیج subsidy پر یا مفت دیا جا رہا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں اسی کی تفصیل ہی بتا رہا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ آپ سے پوچھ رہے ہیں کہ کوئی بیج subsidy پر دیا جا رہا ہے کہ نہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! بیج پر کافی لاگت آتی ہے اس لئے کوئی بھی بیج subsidy پر نہیں دیا جا رہا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: سوال نمبر 4773 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کپاس اور چاول کی سرکاری قیمت خرید کا فارمولا

*4773: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

حکومت پنجاب نے سال 2009 میں چاول اور کپاس کی خریداری کی کیا قیمت مقرر کی تھی، نیز ان کی قیمت مقرر کرتے وقت کن کن چیزوں کو مدنظر رکھا گیا تھا؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

پنجاب حکومت چاول اور کپاس کی قیمتیں مقرر نہیں کرتی بلکہ وفاقی حکومت کو قیمتیں مقرر کرنے کی سفارش کرتی ہے۔ سال 2009 میں وفاقی حکومت نے چاول اور کپاس کی مندرجہ ذیل قیمتیں مقرر کی تھیں۔

نام فصل			مقررہ قیمت فی 40 کلو گرام (روپوں میں)
کپاس			1465
دھان	(ا)	سپر باسمتی	1250
	(ب)	باسمتی 385/2000	1000
	(ج)	اری	600

کسی بھی فصل کی قیمت مقرر کرتے وقت اس پر اٹھنے والے اخراجات (Cost of Production) کے علاوہ مقامی اور بین الاقوامی قیمتوں کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! محکمہ نے کہا ہے کہ حکومت پنجاب چاول اور کپاس کی قیمتیں مقرر نہیں کرتی بلکہ وفاقی حکومت کو قیمتیں مقرر کرنے کی سفارش کرتی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا سفارش کرتے وقت کسان کی لاگت کو مدنظر رکھا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں مختصر سا طریق کار بتا دیتا ہوں کہ اس کی جو price مقرر کی جاتی ہے۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ نے صرف اتنی بات بتانی ہے کہ لاگت کو مدنظر رکھا جاتا ہے یا نہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جو crop پر کاشتکار کی لاگت آتی ہے اُسی کی بنیاد پر ہی قیمت کا تعین کیا جاتا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ اُس کو کس پیمانے کے تحت رکھا جاتا ہے کیونکہ آئے دن لاگت تبدیل ہو جاتی ہے۔ کھاد اور باقی چیزوں کی قیمتوں میں روز بروز اضافہ ہوتا ہے لہذا یہ کس طرح قیمتوں کو maintain کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں اس کی وضاحت کرنا چاہ رہا تھا مگر سنا نہیں گیا۔ قیمتیں اکیلا آدمی مقرر نہیں کرتا بلکہ اس کے لئے ایک کمیٹی بنتی ہے جس کے ڈی جی ایکسٹینشن کنوینر ہوتے ہیں، ایک ممبر ڈی جی ریسرچ اور تیرہ ممبر کسان ہوتے ہیں۔ پیداواری لاگت کی بنیاد پر قیمتوں کا تعین کیا جاتا ہے جس میں کھاد اور بیج بھی شامل ہے، مزید کتنے ہل چلائے گئے اور بقایا کتنے اخراجات ہیں ان تمام چیزوں کو calculate کر کے recommend کیا جاتا ہے کہ یہ قیمت ہونی چاہئے۔ مزید پیداواری لاگت کے ساتھ ساتھ 25 فیصد کاشتکار کا منافع بھی شامل کر کے وفاقی حکومت کو بھیجا جاتا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال پھر وہی ہے کہ کسان کی اصل لاگت کا تعین یہ کیسے کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: انہوں نے بتا تو دیا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! کھاد کا جو ریٹ حکومت متعین کرتی ہے اُس ریٹ پر کبھی بھی کسان کو نہیں ملتی بلکہ کسان اس سے مہنگے داموں بازار سے خریدتا ہے۔ منسٹر صاحب بتائیں کہ یہ اُس کی لاگت کا کس طرح سے تعین کرتے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے گزارش کی ہے کہ اس کو کمیٹی ہی تعین کرتی ہے۔ فصل کے کاشت ہونے سے ساٹھ دن پہلے یہ کمیٹی convene ہوتی ہے جس میں تیرہ کسان ممبر بھی ہوتے ہیں۔ کمیٹی میں سب لوگ یہی چیز discuss کرتے ہیں کہ کھاد کی کیا قیمت ہے، کاشتکار کی فی ہل لاگت کیا آتی ہے، اسی طرح ڈیزل کی قیمتوں اور بیج کی قیمتوں کا خیال رکھا جاتا ہے پھر ہی وہ کمیٹی اس کی support price مقرر کرنے کے لئے وفاقی حکومت کو recommend کرتی ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: اس پر محترمہ پہلے ہی تین ضمنی سوال خود کر چکی ہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! یہ سوال بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر: جی، میرے لئے بھی یہ سوال بہت ضروری ہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! قیمت وفاقی حکومت مقرر کر دیتی ہے لیکن کیا صوبائی حکومت اس پر endorse کرتی ہے کہ اُس کو کارخانہ دار اٹھائیں کیونکہ آج کاشتکار مارا مارا پھر رہا ہے اور اس وقت پنجاب میں سب سے بڑا مسئلہ ہی یہی ہے۔

جناب سپیکر: اب اس پر مزید کوئی ضمنی سوال نہیں ہوگا۔ اگلا سوال بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: سوال نمبر 4774 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جنوبی پنجاب میں زیر کاشت فصلیں اور دستیاب سہولیات

*4774: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) جنوبی پنجاب میں کاشتکار بارانی اور نہری پانی پر کون کون سی فصلیں کاشت کرتے ہیں، فصلوں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جنوبی پنجاب کے کاشتکار پاکستان کی زرعی پیداوار میں 70 فیصد حصہ ڈالتے ہیں اوراس کے بدلے میں حکومت ان کو کون کون سی سہولیات مہیا کرتی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جنوبی پنجاب میں شامل ملتان، ڈیرہ غازی خان اور بہاولپور ڈویژن میں گندم، کپاس، چاول، کماد اور مکئی کی فصلات کاشت کی جاتی ہیں جن کی 2008-09 میں نہری اور بارانی پانی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام فصل	نہری پانی	بارانی پانی	کل
گندم	649064لاکھ 90ہزار ایکڑ	1لاکھ 30ہزار ایکڑ	66لاکھ 20ہزار ایکڑ
کپاس	48لاکھ 93ہزار ایکڑ	- -	48لاکھ 93ہزار ایکڑ
چاول	6لاکھ 32ہزار ایکڑ	- -	6لاکھ 32ہزار ایکڑ
کماد	5لاکھ 18ہزار ایکڑ	- -	5لاکھ 18ہزار ایکڑ
مکئی	1لاکھ 62ہزار ایکڑ	1ہزار ایکڑ	1لاکھ 63ہزار ایکڑ

(ب) کاشتکار جنوبی پنجاب کا ہو یا کسی بھی علاقے کا اس کی ضروریات یکساں ہوتی ہیں۔ حکومت پنجاب نے کاشتکاروں کی بہتری کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات اٹھائے ہیں:

1۔ گرین ٹریکٹر سکیم میں فی ٹریکٹر 2لاکھ روپے کی سبسڈی۔
2۔ فوڈ سکیورٹی منصوبہ کے ذریعے زرعی آلات کی 50 فیصد سبسڈی پر فراہمی۔
3۔ فروغ ٹنل ٹیکنالوجی برائے بے موسمی سبزیات کے لئے 50 فیصد رعایتی قیمت پر فراہمی۔
4۔ فروٹ اینڈ ویجیٹیبل ڈویلپمنٹ پراجیکٹ۔
5۔ گندم کی پیداوار بڑھانے کے لئے انعامی مقابلے۔
6۔ ڈرپ سپرنکلر منصوبہ۔
7۔ گریٹر تھل کینال میں کھالوں کی تعمیر۔
8۔ بلڈوزروں کی دی گئی سبسڈی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جز (ب) میں دیا گیا جواب غلط ہے۔ میں نے پوچھا تھا کہ جنوبی پنجاب کے کاشتکاروں کو کیا کیا سہولیات دی جاتی ہیں جس کا انہوں نے ایک general سا جواب دے دیا ہے کہ کاشتکار جنوبی پنجاب یا کسی بھی علاقے کا ہو اُس کی ضروریات ایک جیسی ہوتی ہیں۔ آپ مجھ سے

زیادہ بہتر جانتے ہیں کہ کاشتکار کی ضروریات ایک جیسی نہیں ہوتیں بلکہ مختلف علاقوں کی ضروریات بھی مختلف ہوتی ہیں۔ایک توانہوں نے یہ جواب غلط دیا ہے اور دوسرا میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے تفصیل میں بتایا ہے کہ گرین ٹریکٹر سکیم پر سبسڈی دی گئی ہے تو اس میں کتنے لوگوں کے نام نکلے اور کتنے لوگوں کو ٹریکٹر کتنے عرصے میں ملے ؟اسی طرح جو سہولیات دے رہے ہیں تو زرعی آلات پر سبسڈی صرف چند فرموں کو دے دی جاتی ہے جس سے کسان کو براہ راست کوئی فائدہ نہیں ہے تو انہوں نے براہ راست کسانوں کو فائدہ دینے کے لئے کیا کیا ہے ؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!انہوں نے پوچھا ہے کہ کسانوں کو براہ راست فائدہ پہنچانے کے لئے کیا کیا ہے اور خصوصاً جنوبی پنجاب کا ذکر کیا ہے ؟

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!یہاں پر جتنے فائدے بتائے گئے ہیں وہ براہ راست کاشتکاروں کو ہی جاتے ہیں۔گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت شفاف قرعہ اندازی کے ذریعے ٹریکٹر براہ راست کاشتکاروں کو دیئے گئے ہیں جس پر دولاکھ روپے فی ٹریکٹر سبسڈی تھی۔اس شرح کے لحاظ سے جنوبی پنجاب کے لوگوں کو زیادہ فائدہ ہوا ہے کیونکہ یہ crop areas پر دیا گیا ہے اور double cropping بھی ہوتی ہے لیکن زمین کے areas کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ٹریکٹر دیئے گئے ہیں اور شمالی پنجاب کے مقابلے میں جنوبی پنجاب میں زیادہ ٹریکٹر تقسیم ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر!دوسری گزارش یہ ہے کہ زرعی آلات بھی کسانوں کی سہولت کے لئے دیئے گئے ہیں۔اس کے علاوہ ٹنل ٹیکنالوجی کے لئے بھی رقوم دی گئی ہیں اور فوڈ سکیورٹی کے لئے زرعی آلات دیئے گئے ہیں۔ تھل کے علاقے میں ڈرپ اریگیشن کے لئے 251 ملین روپے یعنی 25 کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں لیکن یہ سکیم ایک بڑی سکیم ہے جس پر 1364 ملین یعنی ایک ارب 36 کروڑ روپے تھل کینال کے علاقے کی ترقی کے لئے دیا گیا ہے۔ وہاں تھل کے علاقے میں ڈرپ اریگیشن کے ذریعے کپاس کاشت ہو گی اور یہ 36 ہزار فی ایکڑ کاشتکاروں کو براہ راست سبسڈی دی جا رہی ہے جو جنوبی پنجاب کے کاشتکار ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!انہوں نے بالکل اس بات کا جواب نہیں دیا کہ ہر علاقے کے کاشتکار کی ضروریات ایک جیسی ہوتی ہیں اور دوسرا انہوں نے تفصیل میں دس پوائنٹس بتائے ہیں جن میں ٹنل ٹیکنالوجی یعنی بے موسمی سبزیات کے لئے پچاس فیصد رعائتی قیمت فراہم کی جاتی ہے تو اس سے کاشتکار اور عام لوگ جو موسمی سبزیاں خریدنے کے بھی قابل نہیں رہ گئے تو میرے خیال میں بے موسمی

سبزیاں تو صرف امراء ہی خرید سکتے ہیں تو اس پر پچاس فیصد دی گئی رعائت سے عام کسان یا خریدار کو کیا فائدہ ہے اور اگر انہوں نے اتنی سہولیات اور اتنا پیسا خرچ کیا ہے تو پھر ہم بھارت سے آلو، پیاز اور ٹماٹر وغیرہ کیوں منگوا کر چار گنا زیادہ قیمت پر عوام کو کیوں دے رہے ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ کو زبانی پہلے ہی پتا ہوتا ہے اور آپ کاغذوں میں ایسے ہی پھنس جاتے ہیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ دس ہزار ٹریکٹر صوبہ پنجاب میں تقسیم کئے گئے جن میں سے جنوبی پنجاب میں 3810 ٹریکٹر دیئے گئے ہیں۔ دوسری بات سبزیوں کی گئی ہے تو ٹنل ٹیکنالوجی لوگوں کو ترغیب دینے کے لئے تھی تاکہ ان میں شعور بیدار ہو وہ high value crop اور زیادہ قیمت والی سبزیاں اگا سکیں تاکہ انہیں زیادہ سے زیادہ منافع ہو۔ جب کوئی ترغیب یا incentive دیا جاتا ہے تو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو awareness دی جائے تاکہ وہ اس کی کاشت کی طرف آئیں۔ چونکہ آبادی تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے جس کے ساتھ ساتھ ضروریات بھی بڑھ رہی ہیں لہذا حکومت نے اس کے لئے کچن گارڈن جیسے پراجیکٹ بھی بنائے ہیں جس کے تحت ایک لاکھ ستر ہزار روپے کے بیج تقسیم کئے گئے ہیں تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ سبزیوں کی کاشت کریں۔ یہ ایک gradual process ہے یہ کوئی اچانک نہیں ہو سکتا اور long term میں ان مسائل کو دیکھا جا رہا ہے۔

جناب عبدالوحید چودھری: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! جز (ب) کے جواب میں ہے کہ "کاشتکار جنوبی پنجاب کا ہو یا کسی بھی علاقے کا، اس کی ضروریات یکساں ہوتی ہیں" منسٹر صاحب کا بھی جنوبی پنجاب سے تعلق ہے تو کیا یہ حقیقت ہے؟ یہاں پر کتنا بڑا جھوٹ بولا گیا ہے کہ ان کی ضروریات اور اخراجات یکساں ہیں۔ جنوبی پنجاب کا فی ایکڑ پانی بھی اپر پنجاب سے کم ہے، ریتلی زمینوں میں زیادہ پانی لگتا ہے اور وہاں نہریں بھی چھ چھ ماہ کی ہیں۔ ان کے اخراجات بہت زیادہ ہیں تو یہ کیسے کہا گیا کہ جنوبی پنجاب کے اخراجات کم ہیں اس کے لئے میں گزارش کروں گا کہ وہاں ستر فیصد علاقہ ہے تو وزیر موصوف بتائیں گے کہ جنوبی پنجاب کے کاشتکاروں کی حالت زار کو ٹھیک کرنے کے لئے کیا خصوصی پیکیج دے رہے ہیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کے لئے ملتان میں مینگو ریسرچ انسٹیٹیوٹ قائم کیا گیا ہے جس پر 196 ملین یعنی 19 کروڑ 64 لاکھ روپے لاگت آئی ہے، بہاولنگر میں دھان کی تحقیق کا ایک سنٹر قائم کیا گیا ہے جس پر 14 کروڑ 14 لاکھ روپے کی لاگت آئی ہے اور یہ مکمل ہو گیا ہے۔ گریٹر تھل کینال کے area کا ترقیاتی منصوبہ ہے اور 1364 ملین سے بھکر، لیہ اور مظفر گڑھ میں کام کیا جا رہا ہے۔ اگر جنوبی پنجاب کہیں گے تو جنوبی پنجاب کے ڈویژن اور اضلاع کے لئے کوئی خاص definition نہیں ہے۔ عام طور پر بہاولپور، ڈیرہ غازی خان اور ملتان ڈویژنوں کو جنوبی پنجاب میں شمار کیا جاتا ہے۔ لیہ میں ایک تربیتی ادارہ بن رہا ہے جہاں پر فیلڈ اسسٹنٹ کورس کے لئے تربیت دی جائے گی اور تھل میں ڈرپ اریگیشن کے ذریعے کپاس کاشت کرنے پر 251 ملین روپے خرچ ہو رہے ہیں اور اس طرح مختلف منصوبوں سے جنوبی پنجاب پر خصوصی توجہ دی جا رہی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے پہلا سوال ہے کہ گرین ٹریکٹر سکیم شروع کی گئی ہے جو کہ بڑی transparent تھی سوائے چیف سیکرٹری۔۔۔

جناب سپیکر: آپ سوال سے متعلقہ رہیں اور میری بات سنیں کہ جو بات ہو رہی ہے اس سوال کے متعلق ہی بات کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! گرین ٹریکٹر سکیم میں سبسڈی دی گئی ہے اور وہ اسی میں ہے میں اس سے باہر نہیں جاؤں گا۔ یہ سکیم بڑی اچھی تھی اور صرف ایک سال اسے چلایا گیا تو کیا اس کے بعد ٹریکٹر کی کسانوں کو ضرورت نہیں رہ گئی، کیا اس سکیم کو دوبارہ شروع کرنے کا ارادہ ہے اور کیا اس بجٹ میں اسے دوبارہ شروع کیا جائے گا؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ drip sprinklers سکیم شروع کی گئی ہے تو پچھلے سال میں کتنے ایکڑ رقبہ کو اس سکیم کے تحت arrange کیا گیا ہے یعنی کتنے سو، ہزار یا لاکھ ایکڑ میں sprinklers کسانوں کو مہیا کئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! انہوں نے فرمایا ہے کہ گرین ٹریکٹر سکیم صرف ایک سال کے لئے شروع کی گئی۔ اس طرح نہیں ہے 09-2008 میں اور 10-2009 میں دس دس ہزار ٹریکٹر شفاف قرعہ اندازی کے ذریعے چھوٹے کاشتکاروں جن کے رقبے کی حد 25 ایکڑ سے 50ایکڑ تھی، میں تقسیم کئے گئے ہیں جس پر حکومت پنجاب کے 4۔ ارب روپے خرچ ہوئے ہیں اور اس طرح میکنائز فارمنگ کو بہت بڑی سپورٹ ملی ہے جس سے زراعت کو بہت فائدہ ہوا ہے۔ ڈرپ اریگیشن کے لئے 36۔ ارب روپے کا پراجیکٹ بنایا ہے اور ایک لاکھ بیس ہزار ایکڑ رقبہ اس سے سیراب ہوگا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال انجینئر قمرالاسلام راجہ صاحب کا ہے۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: میرے سوال کا نمبر 5238 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

مارکیٹ کمیٹیوں میں پرانا ٹیکس تشخیصی نظام بحال کرنے کا مطالبہ

*5238: انجینئر قمرالاسلام راجہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مارکیٹ کمیٹیاں صوبہ بھر میں اپنے نوٹیفائیڈ علاقوں سے تمام اداروں سے واجب الادا ٹیکس خود وصول کیا کرتی تھیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ رواں سال لاہور کی پانچ مارکیٹ کمیٹیوں سمیت پنجاب کی بارہ مارکیٹ کمیٹیوں میں خود تشخیصی نظام کا اجراء کیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس خود تشخیصی نظام کے اجراء سے سرکاری ریونیو میں بہت کمی واقع ہو گئی ہے اور لاہور کی دو مارکیٹ کمیٹیوں کے ترقیاتی کام اور کئی ملازمین کی تنخواہیں کئی مہینوں سے رُکی ہوئی ہیں؟

(د) اگر یہ درست ہے کہ تو کیا حکومت اس خود تشخیصی نظام کو ختم کرنے، وہی پرانا نظام بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ مارکیٹ کمیٹیاں صوبہ بھر میں اپنے نوٹیفائیڈ علاقوں میں تمام اداروں سے ٹیکس وصول کرتی ہیں بلکہ وہ قواعد کے مطابق صرف زرعی اجناس کا کاروبار کرنے والے لوگوں سے واجب الادا ٹیکس بصورت لائسنس فیس اور مارکیٹ فیس وصول کرتی ہیں۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ لاہور کی پانچ مارکیٹ کمیٹیوں سمیت پنجاب کی بارہ مارکیٹ کمیٹیوں میں تجرباتی طور پر خود تشخیصی نظام کا اجراء کیا گیا۔

(ج) یہ درست ہے کہ خود تشخیصی نظام کے اجرا سے مارکیٹ کمیٹیوں کی آمدن میں کمی واقع ہوئی ہے اور لاہور میں صرف دو مارکیٹ کمیٹیوں، کوٹ لکھپت اور ملتان روڈ میں ترقیاتی کام اور تنخواہیں متاثر ہوئی ہیں لیکن اس مسئلے کے سدباب کے لئے کوششیں کی جارہی ہیں جس میں تمام پنجاب کی مارکیٹ کمیٹیوں کو روزانہ کی بنیاد پر اپنے ریونیو کولیکشن کی رپورٹ حکومت کو بذریعہ email ارسال کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور جس کمیٹی کی ریونیو کولیکشن میں نمایاں کمی ہوتی ہے اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جاتی ہے چونکہ کسی بھی نئے نظام کی کامیابی کے لئے اس کو مکمل طور پر سمجھنا بہت ضروری ہوتا ہے اس لئے خود تشخیصی نظام کی مکمل آگاہی کے لئے مارکیٹ کمیٹیوں کے ملازمین / اداروں کے لئے تربیتی پروگرام کروائے جارہے ہیں۔ان تمام اقدامات کی وجہ سے تنخواہوں کی ادائیگی / ترقیاتی کاموں میں واضح بہتری آرہی ہے۔

(د) چونکہ نئے نظام میں کوئی خامی نہیں اس لئے سردست حکومت کے پیش نظر اس کو ختم کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! جز (الف) میں پوچھا گیا تھا کہ "مارکیٹ کمیٹیاں صوبہ بھر میں اپنے نوٹیفائڈ علاقوں سے تمام اداروں سے واجب الادا ٹیکس وصول کرتی ہیں"؟ جواب میں ہے کہ "یہ درست نہ ہے کہ وہ تمام اداروں سے"، حالانکہ افراد بھی زراعت کا کام کرتے ہیں اور partnerships اور companies کو ادارہ کہا جائے گا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ج) میں کہا گیا ہے کہ جس کمپنی کی revenue collection میں نمایاں کمی ہوتی ہے اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ یہ قانونی کارروائی کیا ہوتی ہے اور کس قانون کے تحت کی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ قانونی کارروائی کیا ہوتی ہے اور کس قانون کے تحت ہوتی ہے؟ اس سے پہلے بھی انہوں نے ایک سوال پوچھا ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ٹیکس کی collection کے لئے مارکیٹ کمیٹی کے notified علاقے ہوتے ہیں۔اس میں ہر ادارے سے ٹیکس نہیں لیا جاتا بلکہ جو اجناس کا کاروبار کرتے ہیں جیسے سبزیوں، پھل اور جن کی Agricultural related Industries ہیں جس میں فلور ملز اور شوگر ملز ہیں ان تمام سے باقاعدہ ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔ جہاں تک کارروائی کا پوچھا گیا ہے تو وہ PEEDA Act بنا ہوا ہے ملازمین کے خلاف Efficiency and Discipline Rule کے تحت کارروائی ہوتی ہے۔ جو ملازمین سستی کوتاہی دکھاتے ہیں ان کے خلاف باقاعدہ کارروائی ہوتی ہے اور بہت سارے لوگوں کے خلاف کارروائی کی بھی گئی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! جب واجب الادا ٹیکس پوچھا گیا ہے تو واجب الادا ٹیکس تو اسی ادارے پر ہو گا جس پر واجب الادا ہے۔ یہ تو نہیں ہے کہ ہم زرعی ٹیکس کسی لوہے کی فیکٹری والے سے لیں گے۔ دوسرا میرا سوال تھا کہ کس قانون کے تحت، جب آپ نے خود تشخیصی نظام وہاں پر لگایا ہے۔ جب ایک tax payer خود تشخیص کر کے ٹیکس دے گا اور اگر tax collection کم ہوتی ہے تو پھر ملازمین کے خلاف PEEDA Act کے تحت کیسے کارروائی کی جا سکتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پورے پنجاب میں یہ خود تشخیصی نظام رائج نہیں کیا گیا بلکہ پنجاب کی صرف بارہ مارکیٹ کمیٹیاں ہیں جن میں پانچ لاہور میں ہیں اور باقی ڈویژن ہیڈ کوارٹر ہیں، وہاں پر ان کو آزمائشی طور پر ٹیسٹ کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔ جو پہلے انسپکٹر صاحبان tax collect کرتے تھے ان کے بارے میں شکایات تھیں لیکن اب انہیں Performa دیا گیا ہے اور انڈسٹری والے اب خود جمع کراتے ہیں۔ محکمے کے لوگوں کو پابند کیا گیا ہے کہ جو انکم ہو گی اور جو جمع ہو گی اس بارے میں daily basis پر ای میل کے ذریعے ہیڈ آفس کو مطلع کریں گے۔ جو جمع نہیں کرائیں گے ان کو گیارہ فیصد penalty عائد کر دی جائے گی اور ان کی لسٹ بنی ہوئی ہے۔ جو ٹیکس نہیں دیں گے ان پر penalty عائد ہو گی۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! سوال یہ ہے کہ کیا یہ خود تشخیصی نظام کا تجربہ کامیاب رہا ہے اگر یہ کامیاب رہا ہے تو اس کو پورے پنجاب میں کیوں نہیں نافذ کیا گیا اور اگر یہ ناکام رہا ہے تو اس کو ختم کیوں نہیں کیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس سے آمدنیاں بڑھی ہیں اور ہماری مارکیٹ کی پینسٹھ فیصد آمدنی بڑھ گئی ہے۔ یہ نظام کامیاب ہے اور ہماری کوئی مارکیٹ کمیٹی خسارے میں نہیں جا رہی ہے سب منافع میں جا رہی ہیں۔ صرف ایک سال ایسا ہوا تھا اس کے بعد سب منافع میں جا رہی ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ ساجدہ میر!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! کیا مارکیٹ کمیٹیوں میں تعیناتی سیاسی بنیادوں پر ہوتی ہے؟ اگر کارکردگی کی بنیاد پر کی جائے تو اس نظام کو بہتر کیا جا سکتا ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آپ کی suggestion ہے یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال ہے کہ اس میں جو ایڈمنسٹریٹر تعینات کئے جاتے ہیں وہ سیاسی بنیادوں پر کئے جاتے ہیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ان کے باقاعدہ انتخابات ہوئے ہیں، ان کے ممبران منتخب ہوئے ہیں اور الیکشن کے بعد ایڈمنسٹریٹر بنے ہیں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 5738 ہے۔

پنجاب میں کپاس کی پیداوار کی تفصیلات

*5738: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کی کپاس کی پیداوار پورے ملک کی کپاس کی پیداوار کا 75 فیصد سے زائد ہے؟

(ب) اگر یہ درست ہے تو پنجاب میں کپاس کا زیر کاشت رقبہ کتنے ایکڑ ہے کیا حکومت کپاس کے زیر کاشت رقبہ کو بڑھانے کے لئے کپاس کے کاشتکاروں کو کچھ ترغیبات دے رہی ہے اور کیا ان ترغیبات میں کیڑے مار ادویات پر کچھ سبسڈی بھی شامل ہے؟

(ج) اگر نہیں تو کیا حکومت ان ادویات پر کچھ سبسڈی دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) موجودہ سال 12-2011 میں کپاس کی کاشت 62 لاکھ 10 ہزار ایکڑ پر ہوئی۔ B-T Cotton کی اقسام کی منظوری سے کیڑے مار ادویات کا استعمال نہایت کم ہونے سے کاشت کے اخراجات میں کمی آئی ہے۔ کپاس کا زیر کاشت رقبہ بڑھانے کے لئے ڈرپ اریگیشن سکیم متعارف کرائی جارہی ہے چونکہ کیڑے مار ادویات مارکیٹ میں آسانی سے دستیاب ہیں اور زیادہ مہنگی بھی نہیں ہیں اس لئے فی الحال ان پر سبسڈی کی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔

(ج) فی الحال ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! سوال میں پوچھا گیا تھا کہ کیا حکومت کپاس کا زیر کاشت رقبہ بڑھانے کے لئے کوئی ترغیبات دے رہی ہے، جواب دیا گیا کہ ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔ جز (ج) میں پوچھا گیا تھا کہ کیا حکومت ان ادویات پر سبسڈی دینے کا ارادہ رکھتی ہے، سوال ارادے کا تھا کہ حکومت ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟ جواب آیا کہ ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔ یہ بتادیں کہ کیا حکومت ارادہ رکھتی ہے؟ کیونکہ ادویات بہت مہنگی ہیں۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! آج تک کبھی بھی زرعی ادویات پر سبسڈی دی گئی اور نہ دینے کا ارادہ ہے۔ B.T Cotton کی وجہ سے farmer کے اخراجات بہت کم ہو گئے ہیں اور اس کی لاگت بھی پانچ چھ سو روپے فی ایکڑ آتی ہے۔ اس پر حکومت کا سبسڈی دینے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! B.T Cotton کی کاشت اس سال سے approve ہوئی ہے۔ اس پر کم دوائیوں کی ضرورت پڑتی ہے اور کیڑوں کا اثر کم ہوتا ہے لیکن اس پر عمل اس سال شروع ہوا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سال 62 لاکھ ایکڑ area پر کتنے فیصد B.T Cotton کاشت کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! مجموعی طور پر B.T Cotton پہلے پچاس فیصد رقبے پر تھی پھر ساٹھ فیصد رقبے پر ہوئی اور اب تقریباً ستر فیصد ایکڑ پر B.T Cotton کاشت ہو گئی ہے۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا آخری ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب میں کہا گیا ہے کہ کیڑے مار ادویات مارکیٹ میں آسانی سے دستیاب ہیں اور مہنگی بھی نہیں ہیں۔ کیا کیڑے مار ادویات کسانوں کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے مہنگی نہیں ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! 2007 میں 10۔ارب 53 کروڑ روپے کی pesticides import ہوئی تھیں اور 2009 میں کم ہو کر 7۔ارب 64 کروڑ روپے کی ہو گئیں۔ Pesticides کا استعمال کم ہو گیا ہے اس لئے فی الحال حکومت کے سامنے ایسی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے کہ اس پر سبسڈی دی جائے۔

جناب شہزاد سعید چیمہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، چیمہ صاحب! چیمہ صاحب بڑی مشکل سے آئے ہیں۔ سب خاموش رہیں چیمہ صاحب کا سوال سنیں، یہ بڑی مشکل سے آئے ہیں۔ (قہقہہ)

جناب شہزاد سعید چیمہ: جناب سپیکر! السلام علیکم۔ میں پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ B.T Cotton کی کون سی اقسام certified ہیں اور Research and Development Wing کب سے B.T Cotton کا بیج create کر رہا ہے نیز Research and Development کا بجٹ کتنا ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آرام سے چیمہ صاحب کے سوال کا جواب دیں اور ان کی تسلی ہونی چاہئے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں چیمہ صاحب کی تسلی کراتا ہوں۔ Punjab Agriculture Research Board کا ادارہ جس کی 1997 میں enactment ہوئی تھی۔ وہ non functional تھا موجودہ حکومت نے اس کو functional کیا اور اس کو ایک ارب روپے کی رقم فراہم کی۔ Competitive grant system کے ساتھ 53 پراجیکٹ approved کئے ہیں اور مزید ایک ارب روپے کی رقم دی گئی ہے۔ اس طرح research کے لئے 2۔ارب روپے فراہم کئے گئے۔ جہاں تک B.T Cotton کی بات ہے تو Punjab Seed Council ایک ادارہ بنا ہوا ہے دو

سال قبل آٹھ اقسام کی B.T Cotton کی منظوری دی گئی ہے اور ایک ایکڑ پر ستر فیصد B.T Cotton کاشت ہو رہی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہو گا۔

جناب شہزاد سعید چیمہ: جناب سپیکر! میں نے اسی پر ایک ضمنی سوال کرنا ہے کیونکہ آپ نے انہیں کہا تھا کہ ان کی تسلی کرا دیں لیکن میری تسلی نہیں ہوئی۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ میرے دفتر آجائیں میں ان کی تسلی کرا دوں گا۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! آپ کو کیا ہو گیا ہے، اتنے anxious ہو گئے ہیں۔ آپ اگلے سوال پر آجائیں۔

جناب شہزاد سعید چیمہ: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ میں نے آپ سے گزارش کی تھی کہ certified B.T کی اقسام کے نام بتا دیجئے۔ نیز یہ بتا دیجئے کہ Research and Development Wing کب سے B.T Cotton کا seed تیار کرنے میں لگا ہے، یہ کب سے چل رہا ہے اور کب جا کر اس نے certified B.T seeds مارکیٹ میں farmer تک پہنچایا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! چیمہ صاحب نے جو پوچھا ہے اس کا اس سوال سے تعلق نہ ہے تاہم B.T Cotton کے لئے FH-113,IRC-701,IR15-1504,BT-121 اور MG6 ALI AKBAR-307,802 اور SITARA-208 ورائٹی اقسام B.T Cotton منظور ہوئی ہیں اور یہ زیر کاشت ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کپاس میں بول وارم کی کمی ہونے کی وجہ سے 10۔ارب روپے کی pesticide کم ہو کر 7۔ارب روپے پر آ گئی ہیں یعنی جو 10۔ارب روپے کی استعمال ہو رہی تھی اب کم ہو کر 7۔ارب روپے پر آ گئی ہے اور یہ اس کے نتائج ہیں۔ جہاں تک انہوں نے RND کا کہا ہے تو ہم نے جو پراجیکٹ کاٹن پر دیئے ہیں اس کی مالیت 12 کروڑ روپے بنتی ہے اور 12 کروڑ روپے کاٹن ریسرچ پر دیئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شاباش۔ اب اگلا سوال نمبر 6497 چوہدری ظہیر الدین صاحب کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! On his behalf. (معزز خاتون ممبر نے چوہدری ظہیر الدین خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! سوال نمبر 6497 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

یونیورسٹی آف ایگریکلچر فیصل آباد میں ہوسٹلز کے مسائل

*6497: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یونیورسٹی آف ایگریکلچر فیصل آباد کے Hostels کی حالت انتہائی خراب ہے اور ہاسٹل کے چار طلبہ کی گنجائش والے کمرے میں دس طلباء رہائش پذیر ہیں، طلبا کو ضروری سہولیات دستیاب نہیں بلکہ ان کی تعلیمی سرگرمیاں بھی بری طرح متاثر ہو رہی ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت ہوسٹل میں رہائش پذیر طلباء کی مشکلات دور کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے۔ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔ یونیورسٹی کی موجودہ عمارت کو 1970 کی دہائی میں 2500 سے 3000 طلباء وطالبات کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے بنایا گیا تھا۔

حکومت کی ہدایات کے مطابق یونیورسٹی کو ہر سال داخلوں کی تعداد میں 10 فیصد اضافہ کرنا پڑتا ہے جس سے طلباء وطالبات کی تعداد بڑھتے بڑھتے اب 10810 ہو گئی ہے۔ اس وجہ سے ہاسٹلز میں طلباء وطالبات کی رہائش گنجائش سے زیادہ ہو گئی ہے۔

(ب) حکومت طلباء اور طالبات کی اس پریشانی سے بخوبی آگاہ ہے۔ اس وقت پانچ ہاسٹلز زیر تعمیر ہیں جن میں 1000 طلباء کے ٹھہرنے کی گنجائش ہو گی۔ ان کی تعمیر کے بعد ہاسٹل میں رش کافی حد تک کم ہو جائے گا۔ چونکہ زرعی یونیورسٹی بھی پاکستان کی باقی یونیورسٹیوں کی طرح مالی مشکلات کا شکار ہے لہذا جیسے ہی فنڈز دستیاب ہوں گے مزید ہاسٹل کی تعمیر سے طلبا کی رہائش کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! اس میں لکھا ہے کہ 1970 میں 2500 سے لے کر 3000 students کے لئے اس کو بنایا گیا تھا اور اب ہر سال داخلوں میں دس فیصد اضافہ کیا جاتا ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اب تک پنجاب حکومت نے اس کی upgradation کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں تاکہ ان students کو بروقت صحیح طریقہ سے یہاں پر داخلے مل سکیں اور ان کی کلاسیں وقت پر شروع ہو سکیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سوال یہ کیا گیا تھا کہ ہاسٹلوں میں students کی تعداد کے لحاظ سے capacity کم ہے اور students کی تعداد بڑھ رہی ہے تو کمی کی وجہ سے زیادہ students کو ہاسٹل میں ٹھہرانا پڑتا ہے میری یہ گزارش ہے کہ۔۔۔(شور غل)

جناب سپیکر: محترم، قابل احترام بڑی مہربانی، بڑی نوازش، ذرا غور سے جواب سنئے تاکہ ان کے سوال کا بھی پتا چلنا چاہئے۔ جی، محترمہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! اگر وزیر صاحب ذرا غور کریں تو میں صرف آپ کو یہ کہہ سکتی تھی کہ آپ نے غلط جواب دیا ہے۔ Hostels کے بارے میں پوچھا تھا لیکن آپ نے یونیورسٹی کے بارے میں بتایا ہے اور میں نے آپ کو پھر پریشان کرنے کی کوشش نہیں کی اور میں نے اسی behalf سے پوچھ لیا کہ آپ دس فیصد داخلے کے لئے اور اس کو upgrade کرنے کے لئے کیا اقدامات کر رہے ہیں جو سالانہ داخلہ بڑھ رہا ہے؟ اب اس میں طالبعلموں کی تعداد 3 ہزار کے بجائے 10810 ہو چکی ہے تو اس کے لئے آپ کیا اقدامات کر رہے ہے اور آپ نے جواب غلط دیا ہے کیونکہ پوچھا ہاسٹل کے بارے میں ہے اور جواب یونیورسٹی کے بارے میں دے رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی! آپ اپنی بات کریں، ان سے میں جواب پوچھ لیتا ہوں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! اس جواب میں لکھا ہے اور میں کوئی اپنے پاس سے تو نہیں کہہ رہی۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ جب پہلے بنیادی طور پر یونیورسٹی بنائی گئی تھی اس میں طلبہ کے داخلے کے لئے 3 ہزار طلبہ کی گنجائش تھی اور اب

10810 تعداد ہو گئی ہے کیونکہ گورنر پنجاب یونیورسٹی کے چانسلر ہیں، چانسلر صاحب کے لیٹر موجود ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ ہر سال داخلہ میں 10 فیصد اضافہ کیا جائے اس کی بنیاد پر ابھی داخلے بڑھے ہیں۔ اسی بنیاد پر پانچ نئے ہاسٹل بنائے جا رہے ہیں اور دو مکمل ہو چکے ہیں جہاں پر students 400 کی گنجائش ہے اور تین ہاسٹل زیر تعمیر ہیں اور ان میں 600 طلباء کی capacity ہو گی اس طریقے سے ہاسٹل کی گنجائش بڑھائی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب نے ہاسٹل کی تعمیر کے لئے 117 ملین یعنی 11 کروڑ 77 لاکھ روپے دیئے ہیں اور ابھی 16۔نومبر 2011 کو وزیر اعلیٰ پنجاب فیصل آباد یونیورسٹی میں تشریف لے گئے تھے اور انہوں نے وہاں پر مزید 70 ملین روپے کا اعلان کیا ہے، 7 کروڑ روپے مزید فراہم کئے جائیں گے اور ہاسٹل میں توسیع ہو رہی ہے جس سے اس میں کافی مدد ملے گی۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ تین ہاسٹل زیر تعمیر ہیں۔ اب ہاسٹل کا سوال تو میں بعد میں پوچھوں گی جب مجھے یہ یونیورسٹی کے بارے میں جواب دے دیں گے کہ یونیورسٹی کو upgrade کرنے کے لئے کیا اقدامات کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی! یونیورسٹی کو upgrade کرنے کے لئے کیا اقدامات کر رہے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یونیورسٹی کی capacity بڑھائی جا رہی ہے لیکن یونیورسٹی upgrade نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال کے جواب کی جز (ب) میں لکھا گیا ہے کہ زرعی یونیورسٹی بھی پاکستان کی باقی یونیورسٹیوں کی طرح مالی مشکلات کا شکار ہے لہذا جیسے ہی فنڈز دستیاب ہوں گے مزید ہاسٹل کی تعمیر سے طلبا کی رہائش کا مسئلہ حل ہو جائے گا تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس یونیورسٹی کے اندر Evening Classes کی گنجائش ہے۔۔۔

جناب سپیکر: حسن مرتضیٰ صاحب! Please for God sake جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں self finance scheme کے تحت ایک معقول آمدنی آرہی تھی اور اس میں Evening Classes کی گنجائش تھی اور سینکڑوں بچے وہاں داخل ہوتے تھے۔ ہم نے self finance scheme کو بند کردیا اور 18 ترامیم کے بعد یونیورسٹی گرانٹ کمیشن کی funding بھی کم ہوگئی ہے تو میرا ضمنی سوال وزیر صاحب سے یہ ہے کہ جبکہ یونیورسٹی میں گنجائش ہے تو کیا یونیورسٹی کی مالی حالت کو بہتر کرنے کے لئے اگلے مالی سال کے بجٹ سے Evening Classes کا پھر سے اجراء کر دیا جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ پالیسی matter ہے میں اپنے معزز بھائی سے کہوں گا کہ پہلے self finance scheme کے تحت داخلے ہوتے رہے ہیں۔ اب اس پر discuss کر کے اس کا حل نکالا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی! مہربانی، next question خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! .On his behalf (معزز ممبر نے خواجہ محمد اسلام کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! .On his behalf---

جناب سپیکر: محترمہ! ان کو کرنے دیں، آپ ضمنی سوال بعد میں کر لیں۔ جی، رانا محمد افضل صاحب!

جناب سپیکر: جی!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ سوال نمبر 6502 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد-مارکیٹ کمیٹیوں سے متعلقہ تفصیلات

*6502: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد میں کتنی مارکیٹ کمیٹیاں کہاں کہاں ہیں؟

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی سال 09-2008 اور 10-2009 کی آمدن اور خرچ کی تفصیل سال وار بتائیں؟

(ج) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں؟

(د) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی طرف سے ان دو سالوں کے دوران کون کون سے منصوبے مکمل کئے گئے اور ان پر کتنی لاگت آئی ہے؟

(ہ) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے ایڈمنسٹریٹرز/چیئرمینز کے نام و پتا جات بتائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) فیصل آباد میں کل چھ مارکیٹ کمیٹیاں ہیں جو درج ذیل مقامات پر واقع ہیں:

1۔	فیصل آباد	2۔	جڑانوالہ
3۔	سمندری	4۔	تاندلیانوالہ
5۔	چک جھمرہ	6۔	ماموں کانجن

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی سال 09-2008 اور 10-2009 کی کل آمدن 28 کروڑ 76 لاکھ 75 ہزار 898 روپے اور کل خراجات 16 کروڑ 35 لاکھ 3 ہزار 284 روپے ہیں۔ ان کمیٹیوں کی سال وار آمدن اور اخراجات کی علیحدہ علیحدہ تفصیل گوشوارہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے ذرائع آمدن میں لائسنس فیس، تجدید لائسنس فیس، مارکیٹ فیس، پھڑئے کا کرایہ، منڈیوں میں پلاٹ/دکانوں کی نیلامی اور پارکنگ فیس شامل ہے۔

(د) ان تمام مارکیٹ کمیٹیوں کی طرف سے ان دو سالوں میں سڑکوں کی تعمیر و مرمت، سٹریٹ لائیٹس، دکانات، پلیٹ فارم (پھڑ)، پانی والی ٹینکیاں، بیت الخلاء، چار دیواری، کواٹرز، چار دیواری کے جنگلہ اور گیٹ وغیرہ کی تعمیر و مرمت جیسے منصوبے مکمل کئے گئے جن پر کل 91 لاکھ 91 ہزار 58 روپے خرچ ہوئے۔ کمیٹیوں کے نام، منصوبہ جات اور لاگت کی علیحدہ علیحدہ تفصیل گوشوارہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ان تمام مارکیٹ کمیٹیوں میں ایڈمنسٹریٹرز تعینات ہیں جن کے نام و پتا جات اس طرح سے ہیں۔

نام مارکیٹ کمیٹی	نام چیئرمین	پتا جات
فیصل آباد	محمد اکبر	مکان نمبر P-185 گلی نمبر 1 چوک امین آباد نمبر 2، فیصل آباد
جڑانوالہ	راجہ محمد امیر اسلم	نیا بازار گلی نمبر 4 مسلم لیگ ہاؤس، جڑانوالہ
سمندری	چودھری محمد اسلم	حویلی کامران والی شریفہ آباد فیصل آباد روڈ، سمندری
تاندلیانوالہ	جعفر علی ہوچا	چک نمبر 420-GB آبادی ہوچا تحصیل تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد

چک جھمرہ	سرفراز خان	مکان نمبر 597 محلہ نظام آباد، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور
ماموں کانجن	رانا محمد اسلم	راجپوت ہاؤس طارق کالونی ماموں کانجن

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! سوال کی جز(ب) کے جواب کے اندر مارکیٹ کمیٹیوں کی آمدنی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی گئی ہے، اس میں فیصل آباد کی آمدن مالی سال 09-2008 میں 12 کروڑ 26 لاکھ روپے تھی اور مالی سال 10-2009 میں مارکیٹ کمیٹی کی آمدن کم ہو کر 6 کروڑ 13 لاکھ روپے یعنی نصف ہو گئی ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کی وجہ بتائی جائے اور اس کمی پر کیا notice لیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، اس میں کمی کیوں واقع ہوئی اور اس پر آپ نے کیا notice لیا؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! Asian Development Bank سے ایک loan لیا گیا تھا اور تقریباً 3 کروڑ روپے ان کو واپس ادا کئے گئے ہیں۔ مبلغ ایک کروڑ 25 لاکھ روپے بابت جائیداد اداروں سے وصول نہ ہونے کی وجہ سے آمدنی کم ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! آمدن کا loan سے تو کوئی تعلق نہیں ہے، taxes کی وصولی اور جو باقی چارجز لیتے ہیں ان کا تعلق تو آمدن کے ساتھ ہے لیکن loan کا تو آمدن کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میرے پاس جو جواب ہے اس کے مطابق مالی سال 10-2009 میں مارکیٹ کمیٹی فیصل آباد کو نقصان اٹھانا پڑا جو کہ مبلغ۔۔۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں درخواست کروں گا کہ اس کا notice لیا جائے اور میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ب) ہی میں بتایا گیا ہے کہ کل آمدن 28 کروڑ 76 لاکھ روپے ہے اور کل اخراجات 16 کروڑ 35 لاکھ روپے ہیں ان کے درمیان جو فرق ہے یعنی جو پیسے بچ جاتے ہیں ان کا کیا مصرف ہے اور وہ کہاں استعمال ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ان سے development schemes بنائی گئی ہیں اور میرے پاس development schemes کی تفصیل موجود ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی! بس ٹھیک ہے آپ نے کہہ دیا ہے کہ development کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! شکریہ۔ سوال کی جز (ہ) میں سے میں اپنے محترم وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ ان ایڈمنسٹریشن میں آپ جو Administrators تعینات کئے ہیں ان کی تعیناتی کے لئے کوئی قواعد وضوابط ہیں اور اگر ہیں تو ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے بتادیا ہے، اس وقت آپ نہیں تھی اور اب یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! آگے بھی میں کچھ بول رہی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! یہ Administrators سیاسی بنیاد پر تعینات تو نہیں کئے گئے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سیکشن (33) کے تحت گورنمنٹ کو یہ اختیار ہے کہ ایمرجنسی میں staff gap arrangement کے طور پر گورنمنٹ Administrators تعینات کر سکتی ہے اور ان کے مقرر کرنے پر مارکیٹ کمیٹی کی 65 فیصد آمدنی بڑھ گئی ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! یہ ہمارے سامنے جھوٹ بول دیتے ہیں یا واقعی انہوں نے تعینات کیا ہوا ہے؟ حالانکہ ان لوگوں کو عابد شیر علی نے فیصل آباد میں تعینات کیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! گجرات میں ایک writ ہوئی تھی اس کے جواب میں جو باقاعدہ ایک طریق کار ہے اور جس کی provision ہے۔ farmer member کی باقاعدہ نامزدگی ہوئی اور باقی ممبران کے باقاعدہ الیکشن بھی ہوئے ہیں۔ اکثر مارکیٹوں میں ان کے چیئرمین بھی منتخب ہو چکے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:پوائنٹ آف آرڈر۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ principles آپ نے خود بنائے ہیں اب ان پر قائم رہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا:جناب والا!فیصل آباد سے متعلق ہے۔ مجھے تو اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: فیصل آباد کا ہو یالاہور کا ہو یہ کیا بات ہوئی؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب والا!اس سلسلے میں میری آپ گزارش تو سن لیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔تشریف رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا:جناب والا!ایک منٹ۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا:شکریہ۔جناب سپیکر!وزیر موصوف نے یہاں پر جو 12 کروڑ روپے کی بات کی ہے۔سوال کے جواب میں ہی یہ کہا گیا ہے کہ کل 91لاکھ 91ہزار روپے ڈویلپمنٹ سکیموں پر خرچ ہوئے ہیں۔اتنی کم ڈویلپمنٹ سکیمیں بنائی گئی کہ 12 کروڑ کی بچت ہوئی۔اس کا مطلب یہ ہے کہ مارکیٹ کمیٹیاں ڈویلپمنٹ نہیں کروا رہیں کیونکہ صرف 91لاکھ 91ہزار روپے ڈویلپمنٹ پر خرچ ہوئے ہیں اور اس وقت 12 کروڑ روپے کی رقم آپ کے پاس بقایا ہے۔دوسرا میں آپ کی اطلاع کے لئے عرض کروں گا کہ جڑانوالہ میں راجہ محمد امیر اسلم کے نام کا کوئی چیئرمین یا ایڈمنسٹریٹر موجود نہیں ہے۔میرے خیال میں نام کی درستی ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: یہ کوئی پرانا نام ہوگا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا:جناب والا!اس نام کا آدمی پہلے بھی موجود نہیں تھا لیکن میرا جو اصلی سوال ہے ڈویلپمنٹ کے متعلق ہے۔یہ تو میں نے صرف آپ کو observation دی ہے کہ نام کی درستی کروالی جائے۔اس نام کا وہاں پر کوئی چیئرمین نہیں ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):جناب والا!ڈویلپمنٹ کا کام وہاں پر جاری ہے جو سکیمیں نئی آئیں گی ان کی ڈویلپمنٹ کروادی جائے گی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب والا! آپ دیکھیں 12 کروڑ روپے کی بچت ہوئی اگر وہ 12 کروڑ روپے پچھلے سال ڈویلپمنٹ پر خرچ ہو جاتے تو بہتر تھا کیونکہ اب وہی کام 20 کروڑ روپے سے ہوگا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ صرف 91 لاکھ روپے خرچ کیا گیا اور باقی رقم کس لئے پڑی رہی، اسی سال ڈویلپمنٹ کیوں نہیں کروائی گئی؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! یہاں پر ایڈمنسٹریٹر کے نام کی بات ہوئی تھی اس کا پورا نام راجہ محمد عامر اسلم ہے۔ دوسرا رانا صاحب نے جو relevant بات کی ہے اس کی انکوائری کروا لیتے ہیں کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال زوبیہ رباب ملک صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سوال نمبر On her behalf Question No 7471.

(معزز خاتون ممبر نے محترمہ زوبیہ رباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

ضلع سرگودھا۔سبزی وفروٹ منڈیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7471: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سرگودھا میں سبزی منڈی وفروٹ منڈی کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان فروٹ و سبزی منڈیوں کا کنٹرول کس کے پاس ہے؟

(ج) ہر سبزی وفروٹ منڈی میں کتنی دکانیں ہیں، کتنی سرکاری اور کتنی پرائیویٹ مالکان کی ہیں؟

(د) سرکاری دکانیں کرایہ / لیز / رینٹ پر دینے کا اختیار کس کے پاس ہے؟

(ہ) ان سبزی وفروٹ منڈیوں سے حکومت کو سال 10-2009 میں کتنی آمدن ہوئی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سرگودھا میں دو سبزی وفروٹ منڈیاں ہیں جو درج ذیل مقامات پر واقع ہیں:

1۔ سبزی وفروٹ منڈی سرگودھا

2۔ سبزی وفروٹ منڈی بھلوال

(ب) دونوں سبزی وفروٹ منڈیوں کا کنٹرول بالترتیب مارکیٹ کمیٹی سرگودھا اور مارکیٹ کمیٹی بھلوال کے پاس ہے۔

(ج) سبزی و فروٹ منڈی سرگودھا اور بھلوال میں کل 112 دکانات ہیں جن کی تفصیل اس طرح سے ہے:

نام	سرکاری دکانیں	پرائیویٹ دکانیں	میزان
سبزی و فروٹ منڈی سرگودھا	59	17	76
سبزی و فروٹ منڈی بھلوال	- -	36	36
میزان	59	53	112

(د) متعلقہ مارکیٹ کمیٹی جب بھی اپنی پراپرٹی کرایہ / لیز/ رینٹ پر دینا چاہتی ہے تو سب سے پہلے دفعہ 14 کے تحت گورنمنٹ سے منظوری لیتی ہے۔ گورنمنٹ نے اس امر کے لئے DCO کی سربراہی میں نیلام /آکشن کمیٹی تشکیل دی ہوئی ہے جو کہ منظوری کے بعد نیلامی کے لئے کارروائی کرتی ہے۔

(ہ) ان سبزی و فروٹ منڈیوں سے حکومت کو سال 10-2009 کے دوران 15 لاکھ 9 ہزار 888 روپے کی آمدن ہوئی۔ تفصیل اس طرح سے ہے:

سبزی و فروٹ منڈی سرگودھا	12 لاکھ 13 ہزار 888 روپے
سبزی و فروٹ منڈی بھلوال	2 لاکھ 96 ہزار روپے

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! جز (ج) میں انہوں نے بتایا ہوا ہے کہ کتنی دکانیں پرائیویٹ ہیں اور کتنی سرکاری ہیں۔ میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ جو سبزی اور فروٹ منڈی بھلوال میں ہے یہاں پر چھتیس دکانیں ہیں اور اس کی آمدنی جو انہوں نے لکھی ہوئی ہے یہ صرف دو لاکھ چھیانوے ہزار روپے ہے۔ مہربانی فرما کر یہ مجھے بتادیں کہ یہاں پر یہ فی دکان کتنا کرایہ وصول کرتے ہیں؟ میں اپنا دوسرا ضمنی سوال بعد میں کروں گی۔

جناب سپیکر: آپ فی دکان کرایہ کیا وصول کرتے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ اپنا سوال repeat کر دیں تو بہتر ہوگا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میں جز (ج) میں آپ نے دکانوں کا ذکر کیا ہے کہ سبزی اور فروٹ منڈی سرگودھا اور بھلوال میں 112 دکانیں ہیں جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ بھلوال میں چھتیس دکانیں ہیں۔ بھلوال کے متعلق آپ بھی جانتے ہیں کہ یہ citrus area ہے اور اس کو امریکہ کے

کیلیفورنیا سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ 2 لاکھ 96 ہزار روپے اس منڈی کی آمدنی بہت کم ہے۔ کیا آپ مجھے بتادیں گے کہ فی دکان کتنا کرایہ وصول کیا جاتا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ جو 2 لاکھ روپے کی آمدنی ہے یہ بھلوال کی ہے۔ بھلوال میں سرکاری دکانیں نہیں ہیں۔ وہاں پر صرف سبزی منڈی اور فروٹ منڈی ہے غلہ منڈی موجود نہیں ہے اس لئے 2 لاکھ 96 ہزار روپے آمدنی ہوئی ہے جبکہ پورے سرگودھا میں دکانیں ہیں اور ان کا فی دکان کرایہ 5 ہزار سے 19 ہزار روپے تک ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے بھی فروٹ منڈی اور سبزی منڈی ہی کی بات کی ہے اور citrus کا میں نے ذکر کیا ہے یہ فروٹ میں ہی آتا ہے غلہ میں نہیں آتا۔ دوسرا میں یہ عرض کروں گی کہ بھوال کے ایریا میں بہت وسیع potential موجود ہے اور اس کی آمدن 2 لاکھ 96 ہزار روپے ہے جو کہ کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ میں خود اس ایریا سے belong کرتی ہوں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا حکومت کے پاس کوئی ایسی حکمت عملی، ایسی پالیسی، تجویز ہے کہ یہاں پر جو اتنا زیادہ citrus پیدا ہوتا ہے اس کی مزید بہتر پیداوار ہو سکے جس سے اس منڈی کی بہتر utilization ہو سکے۔

جناب سپیکر: وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! عام طور پر کینو کا بزنس پرائیویٹ سیکٹر کے پاس ہے۔ وہ امپورٹ ایکسپورٹ بھی کرتے ہیں اس کو بڑی منڈیوں میں لاتے ہیں اور ممکن ہے کہ بھلوال میں مقامی منڈی میں کینو نہ آتا ہو تاہم اس کی میں انکوائری کروالیتا ہوں کہ اس کی آمدنی کم کیوں ہے اور کیا وجوہات ہیں میں اس کو چیک کروالیتا ہوں۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! اس میں جناب وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ اس میں آمدنی کم ہوئی ہے۔ میرا اس میں سوال یہ ہے کہ سبزی منڈی اور فروت منڈی میں 2010 میں مارکیٹ فیس کتنی وصول ہوئی تھی اور اس وقت ہمارے ضلع میں پانچ تحصیلیں ہیں لیکن یہ صرف دو میں منڈیوں کا ذکر کر رہے ہیں کیا باقی تین تحصیلوں کے اندر کوئی سبزی یا فروٹ منڈی واقع نہیں ہے؟

جناب سپیکر:آپ نے ان کا سوال سن لیا ہے یا نہیں ؟ آدھا مجھے سنائی دیا ہے اور آدھا آپ سن لیں۔(قہقہے)

جناب اعجاز احمد کاہلوں:جناب والا!میرا سوال یہ ہے کہ جو مذکورہ سبزی اور فروٹ منڈیاں ہیں سال 2010 میں ان سے کتنی مارکیٹ فیس وصول کی گئی ہے اور اس کے علاوہ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر:وہ پوچھ رہے ہیں کہ پانچ منڈیوں میں سے آپ کو کتنی مارکیٹ فیس وصول ہوئی ہے ؟

جناب اعجاز احمد کاہلوں:جناب والا!اس میں سے صرف دو تحصیلوں کا جواب دیا گیا ہے باقی تین تحصیلوں میں جو منڈیاں واقع ہیں کیا ان کی بھی کوئی مارکیٹ فیس وصول ہوئی ہے ؟

جناب سپیکر:جی،وزیر زراعت!

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!یہاں ضلع سرگودھا میں جو مارکیٹ کمیٹیاں ہیں ان کی آمدنی کی لسٹ میرے پاس موجود ہے۔ سبزی منڈیاں اور غلہ منڈیاں تو دو ہی ہیں جو کہ بھلوال اور سرگودھا میں ہیں۔ جہاں تک ان کی آمدنی کا معاملہ ہے پھلروان میں بھی مارکیٹ کمیٹی ہے، سلانوالی میں بھی موجود ہے، کوٹ مومن میں بھی موجود ہے،اس کے علاوہ بھلوال اور سرگودھا میں بھی موجود ہے۔ان کی آمدنی بھی میرے پاس موجود ہے۔11لاکھ 29ہزار روپے سرگودھا کی آمدنی ہے۔ 39لاکھ 68ہزار روپے بھلوال کی ہے ،21لاکھ 50ہزار روپے 3سو 64روپے کوٹ مومن کی ہے، سلانوالی کی آمدنی 15لاکھ 75ہزار روپے 3سو 95روپے ہے۔ان منڈیوں کے جو لائسنس ہولڈرز ہیں ان کی فیس سے یہ آمدنی حاصل ہوتی ہے۔

جناب سپیکر:اب وقفہ سوالات کا وقت ختم ہوتا ہے۔

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ):جناب والا!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر:اب بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع اوکاڑہ، کسانوں کو فراہم کی گئیں سہولیات کی تفصیلات

*7658: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع اوکاڑہ 10-2009 میں محکمہ نے بیج، زرعی ادویات اور زرعی آلات کے لئے و دیگر کون کون سی سہولیات چھوٹے کسانوں کو فراہم کی اور ان پر کتنے اخراجات ہوئے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ فنڈز کا غلط استعمال کیا جارہا ہے محکمہ کے افسران/اہلکاران اپنے پسندیدہ زمینداروں کو سہولتیں فراہم کرتے ہیں اور چھوٹے کسانوں کو کوئی سہولت فراہم نہیں کی جاتی؟

وزیرزراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ زراعت نے ضلع اوکاڑہ میں 10-2009 میں کسانوں کو مندرجہ ذیل سہولتیں فراہم کیں۔

ضلع اوکاڑہ میں پنجاب سیڈ کارپوریشن کے 44 ڈیلرز کسانوں کو تصدیق شدہ بیج مہیا کرنے کے لئے کام کر رہے ہیں۔ اس شعبہ نے سال 10-2009 کے دوران جن مختلف فصلات کے تصدیق شدہ بیج زمینداروں کو مہیا کئے ان کی تفصیل اس طرح سے ہے:-

سال	گندم (50کلو تھیلا)	کپاس (20کلو تھیلا)	مونجی (20کلو تھیلا)	ہائبرڈ مکئی (20کلو تھیلا)	سبزیات (کلو گرام)
2009	23297	815	3789	176	200
2010	8349	147	10374	129	240

چونکہ حکومت زرعی ادویات پر کوئی سبسڈی نہیں دیتی للٰہذا مذکورہ عرصے میں زرعی ادویات کی مد میں کوئی خرچہ نہیں ہوا البتہ حکومت پنجاب جعلی زرعی ادویات کے تدارک کے لئے دن رات کوشاں ہیں جس کی وجہ سے ملاوٹ میں بہت حد تک کمی آچکی ہے۔

حکومت پنجاب نے زرعی آلات کی فراہمی سکیم ملٹی کراپ کے تحت کل 528 زرعی آلات چھوٹے کسانوں کو نصف قیمت پر فراہم کئے جن پر ایک کروڑ 90 لاکھ 30 ہزار روپے لاگت آئی نیز فوڈ سکیورٹی سکیم کے تحت کل 341 زرعی آلات چھوٹے کسانوں کو فراہم کئے جن پر ایک کروڑ 72 لاکھ روپے لاگت آئی۔

اس کے علاوہ مالی سال09-2008اور2009تا دسمبر2010میں ضلع میں60زمینداروں کو ہمواری زمین کے لئے بلڈوزر کی سہولت دی گئی۔اس مقصد کے لئے محکمہ نے85لاکھ 44 ہزار300روپے کی سبسڈی دی۔علاوہ ازیں اسی عرصہ میں146زمینداروں ٹیوب ویل بور کرنے کی سہولت دی گئی۔ متذکرہ عرصہ میں بالترتیب 44اور 119،resistively میٹر سروے کئے گئے تاکہ ٹیوب ویل ناکام ہونے کے اندیشہ سے بچنے کے لئے بورنگ سے پہلے کامیابی کا تعین کیا جاسکے۔

گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت مالی سال09-2008 میں ضلع اوکاڑہ میں 273اور مالی سال 10-2009میں269ٹریکٹر چھوٹے کسانوں میں تقسیم کئے گئے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔کیونکہ بیشتر سکیمیں چھوٹے کسانوں کے لئے ہیں۔

محکمہ زراعت ضلع اوکاڑہ،بجٹ کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*7659: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع اوکاڑہ محکمہ زراعت کو2008سے اب تک کل کتنے فنڈز جاری کئے گئے اس کی سال وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ضلع اوکاڑہ محکمہ زراعت کل کتنا سٹاف ہے اس کی سکیل وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کتنے ایسے افسران/اہلکاران ہیں جو پچھلے پانچ سالوں سے ایک ہی سیٹ پر کام کر رہے ہیں اور ان کے تبادلہ نہ کرنے کی وجہ بیان فرمائی جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع اوکاڑہ میں محکمہ زراعت کو09-2008سے11-2010تک کل 49کروڑ71لاکھ15 ہزار212روپے کے فنڈز جاری کئے گئے۔سال وار تفصیل اس طرح سے ہے:

2008-09	16کروڑ43لاکھ58ہزار693روپے
2009-10	19کروڑ22لاکھ83ہزار662روپے
2010-11	16کروڑ23لاکھ53ہزار57روپے

(ب) ضلع اوکاڑہ میں محکمہ زراعت کی کل414منظور شدہ اسامیوں میں سے373پر ملازمین کام کر رہے ہیں جبکہ41اسامیاں خالی ہیں۔سکیل وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) قواعد کے مطابق سکیل 1تا16 کے تمام ملازمین ضلع سے باہر ٹرانسفر پالیسی سے مستثنیٰ ہیں۔ علاوہ ازیں تحقیقی اداروں میں کام کرنے والے گزیٹڈ ملازمین کو بھی اس ٹرانسفر پالیسی سے استثنیٰ حاصل ہے۔ان کے علاوہ وہ تمام گزیٹڈ آفیسران جو ضلع اوکاڑہ میں عرصہ پانچ سال سے زیادہ تعینات ہیں ان کی تعداد 9 ہے۔ چونکہ ان کے خلاف کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی اور ان کی کارکردگی بھی تسلی بخش ہے اس لئے ان کو ٹرانسفر نہیں کیا گیا۔

ساہیوال (ضلع سرگودھا) میں غلہ منڈی قائم کرنے کا معاملہ

*8221: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ساہیوال ضلع سرگودھا میں غلہ منڈی نہ ہے، اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) کیا ساہیوال میں کوئی مارکیٹ کمیٹی ہے اگر ہے تو اس کے چیئرمین / ایڈمنسٹریٹر کون ہیں؟

(ج) کیا حکومت اس شہر میں جلد از جلد غلہ منڈی قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ساہیوال ضلع سرگودھا میں کوئی غلہ منڈی نہ ہے کیونکہ ساہیوال ایک چھوٹا قصبہ ہے اور یہاں کے زمیندار / بیوپاری حضرات اپنی اجناس قریبی بڑی غلہ منڈی سرگودھا اور غلہ منڈی سلانوالی میں لے جانے کو ترجیح دیتے ہیں اور نہ ہی آج تک زمینداروں اور بیوپاریوں نے یہاں غلہ منڈی کے قیام کا مطالبہ کیا ہے۔

(ب) ساہیوال میں کوئی مارکیٹ کمیٹی نہ ہے۔

(ج) اس کا جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

ضلع قصور: کاشتکاروں کو سبسڈی پر دیئے گئے ٹریکٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8268: محترمہ شگفتہ شیخ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع قصور میں محکمہ زراعت نے سال 10-2009 میں کتنے کاشتکاروں کو وزیر اعلیٰ پروگرام کے تحت سبسڈی پر ٹریکٹر مہیا کئے گئے، تحصیل وار تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ب) مذکورہ عرصہ میں محکمہ زراعت نے ضلع قصور میں کتنے کاشتکاروں کو سبسڈی پر زرعی آلات مہیا کئے؟

(ج) ضلع قصور میں مارکیٹ کمیٹیوں کے کتنے دفاتر ہیں، ان کے چیئرمین، وائس چیئرمین کے کوائف اور کمیٹیوں کی 11-2010 کی آمدن و اخراجات سے آگاہ کریں؟

(د) محکمہ اصلاح آبپاشی نے اب تک ضلع میں کتنے کھالوں کو پختہ کیا اور کتنا ٹارگٹ ہے پختہ کئے گئے کھالوں پر کتنی لاگت آئی ہے اور یہ منصوبہ کب تک جاری رہے گا؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع قصور میں حکومت پنجاب کی طرف سے سال 10-2009 میں کل 254 گرین ٹریکٹرز تقسیم کئے گئے جن کی تحصیل وار تفصیل اس طرح سے ہے۔

تحصیل قصور	80
تحصیل چونیاں	82
تحصیل پتوکی	63
تحصیل کوٹ رادھا کشن	29

(ب) ضلع قصور میں سال 10-2009 میں محکمہ زراعت حکومت پنجاب کی طرف سے 1541 کاشتکاروں میں 50 فیصد رعایتی نرخوں پر زرعی آلات فراہم کئے گئے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع قصور میں مارکیٹ کمیٹیوں کے سات دفاتر ہیں ان میں اس وقت چیئرمین اور وائس چیئرمین کی بجائے ایڈمنسٹریٹر اور ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر تعینات ہیں۔ کوائف ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

ان مارکیٹ کمیٹیوں کی سال 11-2010 کی کل آمدن 2 کروڑ 16 لاکھ 59 ہزار 800 روپے اور کل اخراجات ایک کروڑ 85 لاکھ 78 ہزار 531 روپے ہیں۔ کمیٹی وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ضلع قصور میں کل 1628 نہری کھالا جات ہیں جن میں سے اب تک 873 کھالوں کو پختہ کیا جا چکا ہے جن پر 39 کروڑ 62 لاکھ 20 ہزار روپے لاگت آئی ہے۔ قومی پروگرام برائے اصلاح کھالا جات (NPIW) کے تحت مالی سال 11-2010 میں مزید 108 کھالا جات کو پختہ کرنے کا ہدف تھا۔ یہ منصوبہ 30۔جون 2012 تک جاری رہے گا۔

بین الاقوامی منڈی میں چاول رجسٹرڈ کروانے کی تفصیلات

*8390: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اعلیٰ کوالٹی باسمتی چاول صرف پاکستان کے صوبہ پنجاب میں پایا جاتا ہے؟
(ب) کیا محکمہ زراعت نے بین الاقوامی منڈی میں اپنے چاول رجسٹرڈ کروانے کے لئے کوئی کوشش کی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔
(ب) محکمہ زراعت نے وفاقی حکومت کی devolution پالیسی سے پہلے وفاقی وزارتِ خوراک و زراعت کے تعاون سے یورپ میں باسمتی چاول کی اقسام باسمتی 370، باسمتی پاک اور سپر باسمتی رجسٹرڈ کروائی جو کہ برآمد کی جارہی ہیں۔ نئی اقسام کی رجسٹریشن کے لئے اب حکومت پنجاب devolution پالیسی پر عملدرآمد ہونے کے بعد وفاقی وزارت صنعت و پیداوار سے رابطہ میں ہے۔

محکمہ زراعت کے فارموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8511: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ زراعت کے کل کتنے زرعی فارمز ہیں؟
(ب) ان زرعی فارمز کی سال 10۔2009 اور 11۔2010 کی آمدن اور اخراجات بتائیں؟
(ج) ان زرعی فارمز پر کس کس فصل پر ریسرچ کی جاتی ہے؟
(د) کیا حکومت ان زرعی فارمز کی کارکردگی سے مطمئن ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ زراعت پنجاب کے کل 58 زرعی فارمز ہیں۔
(ب) ان زرعی فارمز کی مذکورہ سالوں میں کل آمدن 33 کروڑ 34 لاکھ 97 ہزار 207 روپے اور کل اخراجات 37 کروڑ 19 لاکھ 85 ہزار 65 روپے رہے۔ سال وار تفصیل اس طرح سے ہے۔

	2009-10	2010-11
آمدن	16 کروڑ 57 لاکھ 51 ہزار 879 روپے	16 کروڑ 77 لاکھ 45 ہزار 328 روپے
اخراجات	18 کروڑ 2 لاکھ 22 ہزار 33 روپے	19 کروڑ 17 لاکھ 63 ہزار 32 روپے

(ج) ان زرعی فارمز پر مندرجہ ذیل فصلات پر ریسرچ کی جاتی ہے:
گندم، کپاس، دھان، مکئی، چنا، مونگ پھلی، روغندار اجناس، سبزیات، ٹنل فارمنگ، لوسرن، برسیم، جوار، باجرہ، جیئی، رواں، سدابہار، گراسر، سرسوں، رایا اور توریا۔
(د) جی ہاں! حکومت پنجاب ان زرعی فارمز کی بحیثیت مجموعی کارکردگی سے مطمئن ہے۔

پنجاب سیڈ کارپوریشن کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*8531: محترمہ قمر عامر چودھری: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
(الف) پنجاب سیڈ کارپوریشن کے لئے 10-2009 اور 11-2010 کے دوران کتنا ترقیاتی و غیر ترقیاتی بجٹ مختص کیا گیا؟
(ب) کیا مندرجہ بالا بجٹ تمام کا تمام خرچ ہو گیا ہے یا کوئی رقم Excess and Surrender بھی ہوئیں؟
(ج) کیا ترقیاتی بجٹ سے کوئی رقم انتظامی اخراجات کے لئے appropriate کی گئی، اگر ایسا ہوا تو کیوں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):
(الف) پنجاب حکومت کی جانب سے پنجاب سیڈ کارپوریشن کے لئے ترقیاتی و غیر ترقیاتی مد میں کوئی بجٹ مختص نہیں کیا جاتا۔ پنجاب سیڈ کارپوریشن ایک خود مختار ادارہ ہے۔ پی ایس سی ایکٹ 1976 کے تحت ادارہ اپنے تمام اخراجات اپنے ذرائع سے پورے کرتا ہے۔
(ب) چونکہ حکومت پنجاب، پنجاب سیڈ کارپوریشن کے لئے کوئی بجٹ مختص نہیں کرتی لہٰذا کوئی رقم Excess and Surrender نہیں ہوتی۔
(ج) اس جز کا جواب جز (الف و ب) میں درج ہے۔

ضلع وہاڑی، کسانوں کی ٹریننگ کے ادارے ریڈک کی تفصیلات

*8595: محترمہ شمیلہ اسلم: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
(الف) کیا یہ درست ہے کہ وہاڑی میں کسانوں کی ٹریننگ کا ایک ادارہ ریڈک موجود ہے، اس ادارے کا رقبہ کتنا ہے؟
(ب) کیا حکومت پنجاب اسے زرعی کالج کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ وہاڑی میں کسانوں اور محکمہ زراعت کے فیلڈ سٹاف کے لئے زرعی مسائل پر تربیت کا ایک ادارہ ریڈک Regional Agricultural Economic Development Centre موجود ہے۔اس ادارے کا کل رقبہ 65 ایکڑ ہے۔

(ب) جی نہیں۔فی الحال ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔

ضلع گجرات، کھال پختہ کرنے کی تفصیلات

*8612: چودھری عبداللہ یوسف: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گجرات میں محکمہ انہار نے سال 10۔2009 کے دوران کتنے کھال پختہ کئے گئے ان کی تعداد اور لمبائی کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) جو کھال ابھی تک پختہ نہیں کئے گئے کیا وہ سال 11۔2010 میں پختہ کر دیئے جائیں گے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) کھالا جات کی اصلاح کرنا محکمہ انہار نہیں بلکہ محکمہ زراعت کی ذمہ داری میں آتا ہے۔ضلع گجرات میں سال 10-2009 میں کوئی کھالا پختہ نہ کیا گیا۔

(ب) متعلقہ زمینداروں کی طرف سے درخواستیں موصول ہونے کی صورت میں محکمہ زراعت بقیہ کھالا جات کی اصلاح کے لئے غور کرے گا۔

ضلع راولپنڈی میں زرعی انجینئرنگ کی مشینری کی تفصیلات

*8625: محترمہ قمر عامر چودھری: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ زرعی انجینئرنگ کے پاس کتنی مشینری ہے؟

(ب) کتنی مشینری ناکارہ ہے اور کتنی چالو حالت میں؟

(ج) کیا محکمہ زرعی انجینئرنگ اس مشینری کو کسانوں اور زمینداروں کو کرایہ پر مہیا کرتا ہے اگر ہاں ہے تو مالی سال 10-2009 اور 11-2010 میں محکمہ کو اس مد میں کتنی آمدن ہوئی؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ زراعت شعبہ زرعی انجینئرنگ ضلع راولپنڈی میں درج ذیل مشینری ہے:۔

نام مشینری	تعداد	نام مشینری	تعداد
1-بلڈوزر	14	پاور ڈرلنگ رگ	7
3-بورنگ پلانٹس ہینڈ	5	4-ایئر کمپریسر	2
5-رزسٹیویٹی میٹر	1		

(ب) محکمہ زراعت شعبہ زرعی انجینئرنگ ضلع راولپنڈی میں درج ذیل مشینری ناکارہ اور چالو حالت میں ہے۔

نام مشینری	ناکارہ	چالو حالت	نام مشینری	ناکارہ	چالو حالت
1-بلڈوزر	—	14	2-پاور ڈرلنگ رگ	4	3
3-بورنگ پلانٹس ہینڈ	2	3	4-ایئر کمپریسر	—	2
5-رزسٹیویٹی میٹر	—	1			

(ج) جی ہاں! یہ درست ہے کہ محکمہ زرعی انجینئرنگ یہ مشینری کسانوں کو رعائتی نرخوں پر مہیا کرتا ہے۔درج بالا مشینری سے مذکورہ سالوں میں کل ایک کروڑ 43 لاکھ 17 ہزار 459 روپے آمدن ہوئی۔سال وار آمدن کی تفصیل اس طرح سے ہے۔

2009-10	84لاکھ53ہزار288روپے
2010-11	58لاکھ64ہزار171روپے

ضلع اوکاڑہ، مارکیٹ کمیٹیوں کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*8767: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع اوکاڑہ میں مارکیٹ کمیٹیوں کے کتنے دفاتر ہیں؟

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی سال09۔2008اور10۔2009کی آمدن و اخراجات سے آگاہ کریں؟

(ج) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے ذرائع آمدن کیا ہیں؟

(د) ان مارکیٹ کمیٹیوں نے مذکورہ بالا عرصہ میں کتنی فیس اکٹھی کی اور کن کن مدوں میں کمیٹی وائز علیحدہ علیحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ہ) ان کمیٹیوں کے سیکرٹری کون کون ہیں ان کے ناموں و عرصہ تعیناتی سے بھی آگاہ کریں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع اوکاڑہ میں مارکیٹ کمیٹیوں کے چھ دفاتر ہیں جو درج ذیل مقامات پر واقع ہیں:

1۔	مارکیٹ کمیٹی اوکاڑہ	2۔	مارکیٹ کمیٹی رینالہ خورد
3۔	مارکیٹ کمیٹی دیپال پور	4۔	مارکیٹ کمیٹی حجرہ شاہ مقیم
5۔	مارکیٹ کمیٹی حویلی لکھا	6۔	مارکیٹ کمیٹی بصیر پور

(ب) ضلع اوکاڑہ میں مارکیٹ کمیٹی کی سال 09-2008 اور 10-2009 کی کل آمدن 12 کروڑ 22 لاکھ 94 ہزار 848 اور کل اخراجات 12 کروڑ 69 لاکھ 17 ہزار 216 روپے تھے۔ کمیٹی وار / سال وار آمدن اور اخراجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مارکیٹ کمیٹیوں کے ذرائع آمدن میں وصولی لائسنس فیس ، مارکیٹ فیس، زرعی اجناس نوٹیفائیڈ مارکیٹ ایریا غلہ و سبزی فروٹ منڈی، شوگر مل، رائس مل، فلور مل، کولڈ سٹورتج، تھوک فروش /کریانہ، آئل مل، فیڈ مل، گھی مل، کاٹن وجیننگ فیکٹری، ڈیلر زرعی اجناس اور چکی مشین (آٹا و چاول) وغیرہ شامل ہیں۔

(د) ان مارکیٹ کمیٹیوں نے مذکورہ سالوں میں لائسنس فیس، مارکیٹ فیس اور متفرق مدات میں کل 12 کروڑ 22 لاکھ 94 ہزار 848 روپے فیس اکٹھی کی۔ کمیٹی وائز علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ان مارکیٹوں کے سیکرٹری صاحبان کے نام اور عرصہ تعیناتی اس طرح سے ہے:

نام مارکیٹ کمیٹی	نام سیکرٹری	عرصہ تعیناتی
اوکاڑہ	محمد امین	01-01-2011
رینالہ خورد	چودھری عبدالشکور	20-01-2011
دیپالپور	مشتاق احمد بودلہ (اضافی چارج)	10-12-2010
حجرہ شاہ مقیم	مشتاق احمد بودلہ	01-04-2006
حویلی لکھا	محمد نواز	22-09-2010
بصیر پور	عمران نقوی	01-05-2011

ضلع اوکاڑہ، مارکیٹ کمیٹی بصیر پور میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8768: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع اوکاڑہ مارکیٹ کمیٹی بصیر پور میں کس کس گریڈ کے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں اور یہ کون کون سی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں؟

(ب) کتنے سب انسپکٹرز اپنے فرائض منصبی ادا کر رہے ہیں انہوں نے10۔2009اور11۔2010 کے دوران کتنی فیس کن کن فیکٹریوں، کارخانوں و دیگر مدوں میں وصول کی اور کس اکاؤنٹ میں کن کن تاریخوں میں جمع کروائی، مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) مذکورہ مارکیٹ کمیٹی کے سیکرٹری کے نام و عرصہ تعیناتی سے آگاہ کریں کیا ان کی تعیناتی کے دوران مارکیٹ فیس میں اضافہ ہوا یا کمی ہوئی، اگر کمی ہوئی تو اسکی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(د) مذکورہ سیکرٹری کی تعیناتی کے دوران مارکیٹ فیس وصولی کا کیا ٹارگٹ رکھا گیا اگر وہ ٹارگٹ achieve نہیں کیا گیا تو اس کے ذمہ داران کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) مارکیٹ کمیٹی بصیر پور میں جو ملازمین اپنے فرائض سر انجام دے رہے ہیں ان کے گریڈ، تعداد ملازمین اور ڈیوٹی کی تفصیل اس طرح سے ہے:-

گریڈ	تعداد ملازمین	عہدہ	تفصیل ڈیوٹی
15	1	سیکرٹری	مارکیٹ کمیٹی کے تمام جملہ امور کی نگرانی
7	3	سب انسپکٹر	ریکوری واجبات مارکیٹ کمیٹی و دیگر امور نرخنامہ وغیرہ
2	1	نائب قاصد	دفتری امور و نوٹیفائیڈ ایریا میں نوٹس وغیرہ دینا
1	1	نائب قاصد	دفتری امور و نوٹیفائیڈ ایریا میں نوٹس وغیرہ دینا
1	1	چوکیدار	دفتر کی املاک اور ریکارڈ کی حفاظت کرنا

(ب) مذکورہ دونوں سالوں میں کل5 سب انسپکٹروں نے اپنے فرائض منصبی ادا کرتے ہوئے کل 35 لاکھ 5ہزار 701روپے کی ریکوری کی۔ سال وار فیکٹری/کارخانے/دیگر ذرائع اور اکاؤنٹ نمبرز کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ عرصے میں مارکیٹ کمیٹی کے سیکرٹری کا نام سید عمران حیدر نقوی تھا۔ ان کی اس مارکیٹ کمیٹی میں تعیناتی 11.05.2011 کو ہوئی اور گزشتہ مالی سال11-2010تک 4لاکھ 24ہزار793روپے مارکیٹ فیس جمع ہوئی جبکہ پچھلے سال کے اس عرصہ میں2لاکھ 18ہزار 140روپے مارکیٹ فیس جمع ہوئی تھی۔ مذکورہ سیکرٹری کی تعیناتی سے مارکیٹ فیس میں94 فیصد اضافہ ہوا۔

(د) مذکورہ سیکرٹری کی تعیناتی کے دوران مارکیٹ کمیٹی کی فیس وصولی کا ٹارگٹ 4 لاکھ روپے تھا اور جیسا کہ جز(ج) میں درج ہے کہ اس نے ٹارگٹ سے 7 فیصد زیادہ وصول کیا۔

ضلع اوکاڑہ، مارکیٹ کمیٹیوں کے ایڈمنسٹریٹرودیگر تفصیلات

*8770: جناب اعجاز احمد کاہلوں: کیاوزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع اوکاڑہ کی مارکیٹ کمیٹیوں کے ایڈمنسٹریٹرز کون کون ہیں وہ کتنے عرصہ سے اپنے فرائض منصبی ادا کررہے ہیں؟

(ب) کیاان کی عرصہ تعیناتی کے دوران مارکیٹ کمیٹیوں کی فیسوں میں اضافہ ہوایا کمی، اگر کمی ہوئی تواس کے ذمہ داران کون تھے کیاانکے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لائی گئی اگر نہیں تو کیوں؟

(ج) کیایہ درست ہے کہ ان ایڈمنسٹریٹرز کی تعیناتی کے دوران محکمہ کے پنشنرز حضرات اپنی پنشن لینے سے محروم ہوگئے ہیں؟

(د) کیایہ بھی درست ہے کہ پنشنرز حضرات عرصہ ایک سال سے اپنی پنشن بروقت وصول کرنے سے محروم چلے آرہے ہیں؟

(ہ) پنشنرز حضرات کو پنشن بروقت نہ ملنے کی وجوہات سے بھی آگاہ کریں اوران کے ذمہ داران کے خلاف حکومت کارروائی کرنے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیرزراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع اوکاڑہ کی مارکیٹ کمیٹیوں کے ایڈمنسٹریٹرز کی تفصیل معہ عرصہ تعیناتی اس طرح سے ہے:

نمبر شمار	نام مارکیٹ کمیٹی	نام ایڈمنسٹریٹر	عرصہ تعیناتی
1۔	اوکاڑہ	ملک اللہ دِتہ کھوکھر (چیرمین)	01-10-2010تاحال
2۔	رینالہ خورد	محمد طارق(EADA E&M)	28-07-2010تاحال
3۔	دیپالپور	سعیداحمد خدری بھٹہ	14-08-2010تاحال
4۔	حجرہ شاہ مقیم	میاں شریف ظفر جوئیہ	01-07-2010تاحال
5۔	حویلی لکھا	محمد یوسف ریاض خان	02-08-2010تاحال
6۔	بصیرپور	مرزاعلی رضابیگ	02-08-2010تاحال

(ب) ان ایڈمنسٹریٹرز کی عرصہ تعیناتی کے دوران تمام مارکیٹ کمیٹیوں کی فیسوں میں مالی سال 2009-10 کے مقابلے میں 2010-11 میں مجموعی طور پر 43لاکھ 79ہزار164 روپے کا اضافہ ہوا ہے۔ کمیٹی وار / سال وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام مارکیٹ کمیٹی	سال2009-10	سال2010-11	اضافہ شدہ آمدن
1	اوکاڑہ	4288902/-	5955315/-	1666413/-
2	رینالہ خورد	2328622/-	3156806/-	828184/-

3	دیپالپور	-/2692380	-/2775998	-/83618
4	حجرہ شاہ مقیم	-/1084381	-/1338932	-/254551
5	حویلی لکھا	-/3479540	-/3780213	-/300673
6	بصیر پور	-/962871	-/2208596	-/1245825

(ج) یہ درست نہ ہے۔ تمام پنشنرز حضرات کو پنشن کی ادائیگی باقاعدگی سے ہر ماہ کی جارہی ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے کہ تمام پنشنرز اپنی پنشن وصول کرنے سے محروم ہیں تاہم ایک ریٹائرڈ سب انسپکٹر کی گریجوئٹی عدم دستیابی فنڈ کی وجہ سے مارکیٹ کمیٹی بصیر پور کے ذمہ واجب الادا ہے۔

(ہ) جملہ پنشنرز حضرات کو پنشن ماہانہ بنیادوں پر ادا کی جارہی ہے۔ مارکیٹ کمیٹی حویلی لکھا سے پنشن و گریجوئٹی کی مد میں ملنے والی رقم موصول ہوتے ہی مارکیٹ کمیٹی بصیر پور کے ریٹائر سب انسپکٹر کو گریجوئٹی ادا کر دی جائے گی۔

اوکاڑہ، مارکیٹ کمیٹی بصیر پور میں بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*8771: جناب اعجاز احمد کاہلوں: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مارکیٹ کمیٹی بصیر پور میں تعینات ایڈمنسٹریٹر کے نام و عہدہ بیان فرمائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ایڈمنسٹریٹر کی تعیناتی سے اب تک مذکورہ کمیٹی کی مارکیٹ فیس کی وصولی میں کمی ہوئی ہے، اس کی وجوہات سے آگاہ کریں اور ان کے ذمہ داران کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ایڈمنسٹریٹر کی تعیناتی کے دوران مارکیٹ کمیٹی بصیر پور پنشنرز حضرات کے اکاؤنٹ میں جمع رقم کو بھی اپنے دفتری استعمال میں لے آئے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنشنرز حضرات کے اکاؤنٹ میں جمع رقم صرف پنشنرز کی ادائیگی کے لئے رکھی جاتی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) مارکیٹ کمیٹی بصیر پور میں تعینات ایڈمنسٹریٹر کا نام و عہدہ:۔

نام ایڈمنسٹریٹر: مرزا علی بیگ

عہدہ: ایڈمنسٹریٹر

(ب) یہ درست نہ ہے ۔ موجودہ ایڈمنسٹریٹر کے دور میں سال 11-2010 میں مارکیٹ فیس کی وصولی 21 لاکھ 91 ہزار 219 روپے رہی جبکہ سال 10-2009 میں مارکیٹ فیس کی وصولی 9 لاکھ 2 ہزار 776 روپے تھی۔اس طرح موجودہ ایڈمنسٹریٹر کی تعیناتی سے مارکیٹ فیس کی وصولی میں 142 فیصد اضافہ ہوا ہے۔

(ج) یہ بھی درست نہ ہے۔مذکورہ ایڈمنسٹریٹر کی تعیناتی کے دوران مارکیٹ کمیٹی بصیرپور کا پنشن اکاؤنٹ پنشنرز کی ادائیگی کے علاوہ کسی اور مقصد کے لئے استعمال نہ ہوا ہے۔

(د) جی ہاں یہ درست ہے۔پنشن اکاؤنٹ صرف پنشن کی ادائیگی کے لئے وقف ہوتا ہے۔

سال 2010، گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت دیئے گئے ٹریکٹروں کی تفصیلات

*8790: ڈاکٹر فائزہ اصغر: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت پنجاب نے سال 2010 میں گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت زمینداروں کو کل کتنے ٹریکٹر الاٹ کئے ان کی ضلع وار کل تعداد کتنی ہے۔کیا تمام ٹریکٹر الاٹیوں کو وصول ہو گئے ہیں؟

(ب) کیا حکومت نے ان ٹریکٹروں کی فروخت پر کوئی سبسڈی دی اور اگر ایسا ہے تو فی ٹریکٹر سبسڈی کتنی تھی اور ایک ٹریکٹر کتنی قیمت پر فراہم کیا گیا ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حکومت پنجاب نے مالی سال 10-2009 میں گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت کل 10,005 ٹریکٹر الاٹ کئے۔ ضلع وار ٹریکٹروں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

اب تک 9,994 ٹریکٹر کسانوں کو ڈلیور کئے جا چکے ہیں۔ 7 ٹریکٹروں کے کیس میں زمینداروں نے ابھی تک مکمل رقم کی ادائیگی متعلقہ کمپنی کو نہیں کی جبکہ 4 ٹریکٹروں کا کیس عدالت میں چل رہا ہے۔

(ب) جی ہاں!حکومت پنجاب نے گرین ٹریکٹر سکیم میں فی ٹریکٹر دو لاکھ روپے سبسڈی دی۔

(ج) مذکورہ سکیم میں ٹریکٹروں کی قیمت 4 لاکھ 49 ہزار روپے سے لے کر 12 لاکھ 20 ہزار روپے فی ٹریکٹر تھی جو کہ کسانوں نے اپنی مرضی کی کمپنی سے بُک کروائے لیکن ٹریکٹر کی اصل قیمت سے قطع نظر فی ٹریکٹر سبسڈی دو لاکھ روپے کی یکساں سطح پر تھی۔

ضلع اوکاڑہ، محکمہ زراعت کی اراضی ودیگر تفصیلات

*8934: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع اوکاڑہ میں محکمہ زراعت کے پاس کتنی زرعی زمین ہے؟

(ب) کیا محکمہ زراعت متذکرہ بالا زمین خود کاشت کرواتا ہے یا کہ سالانہ ٹھیکہ پر دیتا ہے یا ایک فصل کی بنیاد پر ٹھیکہ دیا جاتا ہے؟

(ج) سال 10-2009 کے دوران مذکورہ اراضی سے سالانہ کتنی آمدنی ہوئی ہے؟

(د) محکمہ اپنی زمین پر کاشت کو یقینی بنانے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع اوکاڑہ میں Citrus Research Institute کے پاس رینالہ خورد میں 161 ایکڑ زرعی اراضی زیر استعمال ہے جو کہ پنجاب لینڈ کمیشن کی ملکیت ہے۔

(ب) رقبہ ہذا کو محکمہ زراعت ٹھیکے پر دینے کی بجائے خود کاشت کرتا ہے۔اس رقبہ میں ترشاوہ پھل کی مختلف اقسام کاشت کی جاتی ہیں اور Horticultural Research Station ساہیوال اس کے انتظامی امور کا ذمہ دار ہے۔

(ج) سال 10-2009 میں مذکورہ رقبہ سے 27 لاکھ 72 ہزار 667 روپے آمدنی حاصل ہوئی۔

(د) محکمہ نے اپنی رقبہ پر کاشت کو یقینی بنانے کے لئے کئی اقدام اٹھائے ہیں جس میں زمین کو بذریعہ لیزر لیول کروایا گیا۔ پھر رقبہ ہذا میں ترشاوہ پھلوں کی مختلف اقسام لگوائی گئیں۔ بغیر بیج کے گریپ فروٹ کا بلاک لگایا گیا۔ علاوہ ازیں مالٹے وغیرہ کی بغیر بیج والی اقسام لگانے کے علاوہ مزید رقبہ پر گریپ فروٹ کے پودے لگوائے گئے۔ اب ترشاوہ نرسری بڑھانے کے لئے آئندہ موسم یعنی ستمبر اکتوبر میں کھٹی کا بیج لگانے کا منصوبہ ہے تاکہ کثیر تعداد میں پودے تیار ہو سکیں۔ مزید برآں آئندہ موسم خزاں کے اوائل میں علاقے کی مطابقت کے لحاظ سے کھجور کے پودے لگانے کا پروگرام ہے۔

ضلع وہاڑی، مارکیٹ کمیٹیوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*8939: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں کل کتنی مارکیٹ کمیٹیاں ہیں؟

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی سال10-2009اور11-2010کی آمدن بتائیں؟

(ج) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں؟

(د) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے سال10-2009اور11-2010کے اخراجات مدوار بتائیں؟

(ہ) ان مارکیٹ کمیٹیوں میں کل کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں،ان کے کتنے سالانہ اخراجات ہیں؟

(و) ان کمیٹیوں نے سال10-2009اور11-2010کے دوران کسانوں کی فلاح و بہبود کے لئے کتنی رقم سالانہ کہاں کہاں خرچ کی؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع وہاڑی میں کل تین مارکیٹ کمیٹیاں ہیں جن کے نام اس طرح سے ہیں۔

1- مارکیٹ کمیٹی وہاڑی
2- مارکیٹ کمیٹی بوریوالہ
3- مارکیٹ کمیٹی میلسی

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی سال وار کل آمدن اس طرح سے ہے۔

2009-10	3کروڑ14لاکھ83ہزار روپے
2010-11	2کروڑ80لاکھ98ہزار821روپے

(ج) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی آمدن کے ذرائع اس طرح سے ہیں:

لائسنس فیس،مارکیٹ فیس،فروختگی پلاٹس سبزی منڈی،کرایہ جات پراپرٹی،منافع سیونگ سرٹیفکیٹس،کرایہ جات (سائیکل سٹینڈ،پھڑے،کنٹین)

(د) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے سال10-2009اور11-2010 کے مدوار اخراجات اس طرح سے ہیں۔

مالی سال	اسٹیبلشمنٹ	کنٹیجنٹ	ترقیاتی کام	متفرق	کل
2009-10	1کروڑ47لاکھ69ہزار680	30لاکھ85ہزار109	3لاکھ68ہزار564	32لاکھ93ہزار371	2کروڑ15لاکھ16ہزار724
2010-11	1کروڑ70لاکھ16ہزار685	27لاکھ1ہزار780	45لاکھ14ہزار470	43لاکھ17ہزار640	2کروڑ81لاکھ50ہزار535

(ہ) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی کل 82 منظور شدہ اسامیوں میں سے 69 پر ملازمین کام کر رہے ہیں جن کے سالانہ اخراجات ایک کروڑ70لاکھ16ہزار685روپے ہیں۔

(و) مذکورہ سالوں میں کسانوں کی فلاح و بہبود کے لئے10-2009اور11-2010 میں بالترتیب12لاکھ72ہزار289روپے اور51لاکھ39ہزار52روپے کی رقم خرچ کی۔یہ رقم جن منصوبوں پر خرچ کی گئی ان میں مرکز خریداری گندم، منڈیوں میں صفائی، پانی کی سہولیات، سٹریٹ لائٹس کا قیام اور ترقیاتی کام شامل ہیں۔

لاہور۔سبزی وفروٹ منڈیوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*8965: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) واہگہ ٹاؤن، عزیز بھٹی ٹاؤن اور شالیمار ٹاؤن میں سبزی وفروٹ منڈیاں کہاں کہاں ہیں؟

(ب) ان منڈیوں کی سال09۔2008،10۔2009اور11۔2010 کی آمدن بتائیں؟

(ج) ان منڈیوں میں کل کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں اور منڈیوں کے انچارج کے نام بتائیں؟

(د) ان منڈیوں کی صفائی کے لئے کتنے ملازمین تعینات ہیں؟

(ہ) ان منڈیوں سے کوڑا کرکٹ اور دیگر فالتو اشیاء اٹھانے کے لئے کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں؟

(و) ہر منڈی میں کتنی دکانیں ہیں، تفصیل منڈی وائز بتائیں؟

(ز) حکومت ان منڈیوں میں جدید سہولیات فراہم کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) واہگہ ٹاؤن میں سبزی وفروٹ منڈی جلو موڑ، سروس روڈ جلو موڑ لاہور پر واقع ہے۔
عزیز بھٹی ٹاؤن اور شالیمار ٹاؤن میں کوئی سبزی وفروٹ منڈی نہ ہے۔

(ب) سبزی وفروٹ منڈی جلو موڑ دکانوں کی تعمیر کی وجہ سے نان فنکشنل ہے اس لئے درج بالا سالوں کی کوئی آمدن نہ ہے۔

(ج) سبزی وفروٹ منڈی جلو موڑ میں مارکیٹ کمیٹی سنگھ پورہ نے دو ملازمین تعینات کئے ہوئے ہیں جو زیر تعمیر دکانوں کی نگرانی کرتے ہیں۔ انچارج کا نام حامد لطیف (انسپکٹر) ہے۔

(د) سبزی وفروٹ منڈی جلو موڑ دکانوں کی تعمیر کی وجہ سے نان فنکشنل ہے اس لئے صفائی کے لئے کوئی ملازم تعینات نہ ہے۔

(ہ) جیسا کہ جز (ب) میں بتایا گیا ہے کہ ابھی سبزی وفروٹ منڈی جلو موڑ نان فنکشنل ہے لہذا وہاں پر کوئی سرکاری گاڑی نہیں ہے۔

(و) زیر تعمیر سبزی وفروٹ منڈی جلو موڑ میں دکانوں کی کل تعداد 47 ہے۔

(ز) سبزی وفروٹ منڈی جلو موڑ میں دکانوں کی تعمیر مکمل ہونے کے بعد دیگر منڈیوں کی طرح تمام سہولیات فراہم کی جائیں گی۔

ضلع راولپنڈی میں محکمہ زراعت کے دفاتر کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9163: محترمہ نرگس فیض ملک: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ زراعت کے کل کتنے دفاتر کس کس جگہ قائم ہیں؟

(ب) ان دفاتر کے سال 10-2009 اور 11-2010 کے اخراجات اور آمدن سال وار بتائیں؟

(ج) سب سے زیادہ اخراجات کس کس مد میں ہوئے؟

(د) ان سالوں کے دوران کتنی رقم کسانوں اور عوامی فلاح کے منصوبوں پر خرچ ہوئی، ان کی تفصیل منصوبہ وار بتائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ زراعت کے مختلف شعبہ جات جن میں ایوب ایگریکلچرل ریسرچ انسٹیٹیوٹ، توسیع، پیسٹ وارننگ اینڈ کوالٹی کنٹرول، فیلڈ/انجینئرنگ، شعبہ واٹر مینجمنٹ، کراپ رپورٹنگ سروس، انفارمیشن اور اکنامکس اینڈ مارکیٹنگ شامل ہیں، کے دفاتر موجود ہیں جن کے نام اور جائے مقام کی تفصیل (کالم نمبر 4,3,2) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان دفاتر کے مذکورہ سالوں میں اخراجات بالترتیب 25 کروڑ 90 لاکھ 43 ہزار 424 روپے اور 25 کروڑ 68 لاکھ 67 ہزار 186 روپے رہے اور آمدن بالترتیب 3 کروڑ 5 لاکھ 88 ہزار 611 روپے اور 2 کروڑ 21 لاکھ 47 ہزار 900 روپے رہے۔ تفصیل (کالم نمبر 8,7,6,5) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سب سے زیادہ اخراجات ملازمین کی تنخواہوں، زرعی آلات / بلڈوزروں کے کرایہ پر دی گئی سبسڈی اور آپریشنل مدات میں ہوئے۔

(د) مذکورہ سالوں کے دوران کسانوں کی فلاح و بہبود کے منصوبہ جات اور ان پر ہونے والے اخراجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

راولپنڈی، سبزی و فروٹ منڈیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9164: محترمہ نرگس فیض ملک: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) راولپنڈی کی حدود میں کتنی سبزی و فروٹ منڈیاں ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ہر منڈی کا رقبہ کتنا ہے، تفصیل علیحدہ علیحدہ بتائیں؟

(ج) ہر منڈی میں دکانوں کی تفصیل علیحدہ علیحدہ بتائیں؟

(د) ان کی سال 10۔2009 اور 11۔2010 کی سال وار آمدن اور اخراجات بتائیں؟

(ہ) ان کے آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں؟

(و) ان میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ز) ان منڈیوں میں صفائی کے لئے کتنے ملازمین ہیں اور کتنی مشینری ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) راولپنڈی کی حدود میں 2 عدد سبزی و فروٹ منڈیاں ہیں جو درج ذیل مقامات پر واقع ہیں۔

1۔ سبزی و فروٹ منڈی شمس آباد، غیر زرعیت کاروبار ہونے کی وجہ سے غیر فعال ہے۔

2۔ سبزی و فروٹ منڈی تحصیل گوجر خان (پرائیویٹ)

(ب)

1۔ سبزی و فروٹ منڈی شمس آباد: رقبہ: 38 کنال 07 مرلہ

2۔ سبزی و فروٹ منڈی گوجر خان: رقبہ: 11 کنال

(ج)

1۔ سبزی و فروٹ منڈی، شمس آباد دکانات: 64

2۔ سبزی و فروٹ منڈی گوجر خان دکانات: 32

(د) سبزی و فروٹ منڈی شمس آباد ضلع راولپنڈی غیر فعال ہے اس لئے مذکورہ سالوں کی کوئی آمدن اور اخراجات نہ ہیں۔

سبزی و فروٹ منڈی گوجر خان کی آمدن / اخراجات اس طرح سے ہیں:

2009-10 آمدن: 3 لاکھ 6 ہزار روپے اخراجات: 62 ہزار روپے

2010-11 آمدن؛ 3 لاکھ 60 ہزار روپے اخراجات: 90 ہزار روپے

(ہ)

آمدن کے ذرائع: لائسنس فیس مارکیٹ فیس

(و) سبزی و فروٹ منڈی شمس آباد غیر فعال ہونے کی وجہ سے کوئی ملازم کام نہیں کر رہا ہے۔

سبزی و فروٹ منڈی گوجر خان کے چار ملازمین کام کر رہے ہیں جن میں ایک سب انسپکٹر اور تین خاکروب شامل ہیں۔

(ز) سبزی و فروٹ منڈی گوجر خان میں صفائی کے تین ملازمین تعینات ہیں جبکہ صفائی کے لئے ہاتھ گاڑی کے سوا کوئی مشینری نہ ہے۔

صوبہ میں جعلی زرعی ادویات کی روک تھام کے لئے اٹھائے گئے اقدامات و دیگر تفصیلات

*9222: محترمہ سمیل کامران: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ بھر میں جعلی زرعی ادویات کی فروخت کی روک تھام کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ب) زرعی ادویات کے ڈیلرز، تقسیم کنندگان اور پیک کرنے والے حضرات کو مقرر کرنے کے لئے کیا criteria ہے؟

(ج) تجربہ گاہ لیبارٹریز کے authentic ہونے کا کیا criteria ہے جن تجربہ گاہوں سے ادویات چیک کرائی جاتی ہیں کیا وہ باقاعدہ رجسٹرڈ اور لائسنس یافتہ ہیں، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حکومت پنجاب نے 2008 میں اقتدار سنبھالنے کے بعد جعلی زرعی ادویات کی فروخت کی روک تھام کے لئے صوبائی ٹاسک فورس کو بحال کیا اور ضلعوں میں D.C.Os کی زیر نگرانی سب کمیٹیاں بنائی گئیں جنہوں نے درج ذیل عملی اقدامات اٹھائے ہیں جس کے نتیجہ میں زرعی ادویات میں شرح ملاوٹ 8.46 فیصد سے بتدریج کم ہو کر 3.38 فیصد رہ گئی ہے۔

- پیسٹی سائیڈز کے مقدمات کی پیروی کے لئے ہر ضلع میں محکمہ زراعت کے دفاتر میں ایک قانونی سیل (LITIGATION-CELL) بنایا گیا ہے۔
- ضلعی سطح پر پیسٹی سائیڈز کے مقدمات کی تیزی سے سماعت کے لئے ایک عدالت کو مخصوص کروا کر تمام مقدمات کو اس عدالت میں سماعت کے لئے منتقل کر دیا گیا۔
- زیادہ تر چھاپے خفیہ اطلاع کی بنیاد پر مارے گئے جو کہ کامیاب رہے۔
- جعلی پیسٹی سائیڈز کی شکایات سننے کے لئے 24 گھنٹے کام کرنے والی ٹال فری ہیلپ لائن 0800-02200 بنائی گئی تاکہ فوری کارروائی عمل میں لائی جا سکے۔
  - o پنجاب کے تمام پیسٹی سائیڈز انسپکٹر کی عدلیہ، پراسیکیوشن، اور پولیس کے ماہرین سے زرعی ادویات کے قانون سے متعلق تربیت کروائی گئی۔
- غیر قانونی فارمولیشن اور ری فلنگ پلانٹوں کے خلاف فوری قانونی کارروائی عمل میں لائی گئی۔

- ❖ خفیہ اداروں سے پیسٹی سائیڈز انسپکٹروں کی چھان بین کروائی گئی اور اُن کی رپورٹ کی روشنی میں بری شہرت کے حامل انسپکٹروں کو فیلڈ ڈیوٹی سے ہٹادیا گیا۔
- ❖ موجودہ حکومت کے دور میں اب تک ملاوٹ شدہ اور جعلی زرعی ادویات فروخت کرنے والے 178 ڈیلروں کے لائسنس منسوخ اور غیر معیاری زرعی ادویات فروخت کرنے والے 297 ڈیلروں کو شوکاز نوٹس جاری کئے جاچکے ہیں۔
- ❖ پیسٹی سائیڈز کے تجزیہ کو تین دن کے اندر یقینی بنایا جاتا ہے۔اس ٹاسک فورس کے تحت جعلی زرعی زہروں کے خلاف موجودہ حکومت کے دور میں ہونے والی پراگرس رپورٹ لف ہے۔

(ب) پیسٹی سائیڈ ڈیلرز کے لئے criteria

1۔ کم ازکم میٹرک تعلیم ہو۔
2۔ ٹریننگ سرٹیفکیٹ اور لائسنس شدہ ہو۔
3۔ ڈیلرشپ سرٹیفکیٹ، کمپنی / فرم کا ہو۔
4۔ جس ضلع سے لائسنس حاصل کیا ہو صرف اسی ضلع میں کاروبار کر سکتا ہے۔
5۔ ٹریننگ سرٹیفکیٹ شعبہ پیسٹ وارننگ اینڈ کوالٹی کنٹرول محکمہ زراعت کی طرف سے 15 روزہ ٹریننگ حاصل کرنا ضروری ہے۔

تقسیم کنندگان کا Criteria

بحوالہ پیسٹی سائیڈ آرڈیننس 1971, SRO790 Dt: 05-08-2005.

1۔ پیسٹی سائیڈز آرڈیننس کے تحت 10 زرعی گریجویٹ کی تعیناتی ضروری ہے۔
2۔ دس لاکھ روپے کی Bank Deposit رپورٹ
3۔ 10 گاڑیاں مع الاٹمنٹ
4۔ لوازمات کے ساتھ گودام کی موجودگی
5۔ محکمہ زراعت سے رجسٹریشن حاصل کرنا۔

پیکنگ والے حضرات کے لئے criteria

1۔ فیڈرل پلانٹ پروٹیکشن ڈیپارٹمنٹ سے منظوری
2۔ Automatic System کا ہونا ضروری ہے۔
3۔ پیک یا بوتل پر کمپنی کا نام، قیمت، مقدار، زہر، ایڈریس، فون نمبر، خطرے کا نشان وغیرہ کا لکھا ہونا ضروری ہے۔
4۔ Lab Facilities ضروری ہے۔
5۔ حفاظتی سامان کی موجودگی

(ج) تجربہ گاہوں کے authentic ہونے کا criteria یہ ہے کہ کوئی پرائیویٹ ٹیسٹنگ لیب کو رجسٹرڈ نہیں کیا جاتا ہے بلکہ صرف وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی رجسٹرڈ تجزیہ گاہیں سیمپل کا تجزیہ کرتی ہیں۔

گوجرانوالہ، مارکیٹ کمیٹیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9318: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گوجرانوالہ میں کتنی مارکیٹ کمیٹیاں ہیں، ان کے نام بتائیں؟

(ب) ہر مارکیٹ کمیٹی کا دفتر کہاں کہاں ہے ان میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ج) ہر مارکیٹ کمیٹی کی سال 10-2009 اور 11-2010 کی آمدن اور اخراجات بتائیں؟

(د) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے آمدن کے ذرائع کیا کیا ہیں؟

(ہ) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے پاس کون کون سی مشینری کس کس مقصد کے لئے ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) گوجرانوالہ میں کل آٹھ مارکیٹ کمیٹیاں ہیں ان کے نام اس طرح سے ہیں:

1۔	مارکیٹ کمیٹی گوجرانوالہ	2۔	مارکیٹ کمیٹی گکھڑ منڈی
3۔	مارکیٹ کمیٹی وزیر آباد	4۔	مارکیٹ کمیٹی علی پور چٹھہ
5۔	مارکیٹ کمیٹی قلعہ دیدار سنگھ	6۔	مارکیٹ کمیٹی نوشہرہ ورکاں
7۔	مارکیٹ کمیٹی کامونکی	8۔	مارکیٹ کمیٹی ایمن آباد

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں میں ملازمین کی کل تعداد 99 ہے۔ مارکیٹ کمیٹیوں کے جائے مقام اور تعداد ملازمین کی علیحدہ علیحدہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی مذکورہ سالوں میں کل آمدن 9 کروڑ 18 لاکھ 72 ہزار 66 روپے جبکہ کل اخراجات 5 کروڑ 78 لاکھ 59 ہزار 432 روپے رہے۔ سال وار / کمیٹی وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی آمدن کے ذرائع اس طرح سے ہیں:۔

1۔	لائسنس فیس	2۔	مارکیٹ فیس	3۔	کرایہ جات
4۔	مصالحت فیس	5۔	فروختگی فارم	6۔	فروختگی ریٹ لسٹ
7۔	منافع بنک				

(ہ) ضلع گوجرانوالہ کی مارکیٹ کمیٹیوں کے پاس کسی قسم کی کوئی مشینری نہ ہے۔

ضلع جھنگ، مارکیٹ کمیٹیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9419: محترمہ آصفہ فاروقی: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع جھنگ میں کل کتنی مارکیٹ کمیٹیاں ہیں؟

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی آمدن کے ذرائع کیا ہیں؟

(ج) ان کی سال10۔2009اور11۔2010کی آمدن اور اخراجات بتائیں؟

(د) مارکیٹ کمیٹی کے پاس صفائی کے لئے کتنے ملازم ہیں؟

(ہ) ہر مارکیٹ کمیٹی میں صفائی کی حالت کیسی ہے؟

(و) اگر ان کی صفائی کی حالت ابتر ہے تو حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع جھنگ میں کل تین مارکیٹ کمیٹیاں ہیں جو اس طرح سے ہیں؟

1۔ مارکیٹ کمیٹی جھنگ صدر

2۔ مارکیٹ کمیٹی شورکوٹ

3۔ مارکیٹ کمیٹی منڈی شاہ جیونہ

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے ذرائع آمدن میں زرعی اجناس کا کاروبار، لائسنس فیس اور مارکیٹ فیس شامل ہیں۔

(ج) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی درج بالا دونوں سالوں کی کل آمدن 3 کروڑ 69لاکھ 92 ہزار 527 روپے اور کل اخراجات 3کروڑ 89لاکھ 8ہزار 395روپے ہے۔ کمیٹی وار / سال وار آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

آمدن اور اخراجات 2009-10

(روپوں میں)

نام مارکیٹ کمیٹی	آمدن	اخراجات
جھنگ صدر	62لاکھ58ہزار479	98لاکھ52ہزار995
شورکوٹ روڈ	59لاکھ99ہزار538	59لاکھ24ہزار464
منڈی شاہ جیونہ	19لاکھ38ہزار511	31لاکھ65ہزار973

آمدن اور اخراجات 11-2010 (روپوں میں)

نام مارکیٹ کمیٹی	آمدن	اخراجات
جھنگ صدر	ایک کروڑ2لاکھ80ہزار582	94لاکھ70ہزار451
شورکوٹ روڈ	78لاکھ93ہزار176	71لاکھ21ہزار397
منڈی شاہ جیونہ	46لاکھ22ہزار241	33لاکھ73ہزار115

(د) ضلع جھنگ کی تینوں مارکیٹ کمیٹیوں میں صفائی کے لئے کل12ملازمین ہیں۔

(ہ) جھنگ صدر:ٹوبہ روڈ کی دوبارہ تعمیر کی وجہ سے مین سیوریج کا سسٹم خراب ہو گیا ہے اور ساتھ ہی سڑک کا لیول غلہ منڈی سے کافی اونچا ہے مین سیوریج لائن کی بندش کی وجہ غلہ منڈی میں نکاسی کی نالیاں وغیرہ پانی سے بھر جاتی ہیں تاہم ٹی ایم اے جھنگ کے تعاون سے ڈسپوزل پمپ کے ذریعے جمع شدہ پانی نکال دیا جاتا ہے۔علاوہ ازیں صفائی کا نظام تسلی بخش ہے۔

شورکوٹ روڈ:شورکوٹ مارکیٹ کمیٹی میں کوئی سرکاری منڈی نہ ہے۔تاہم منڈی میں صفائی مارکیٹ کمیٹی کے جزوقتی ملازمین کرتے ہیں اور صفائی کی حالت تسلی بخش ہے۔

منڈی شاہ جیونہ:مارکیٹ کمیٹی منڈی شاہ جیونہ میں صفائی تسلی بخش ہے۔

(و) جھنگ صدر:ٹی ایم اے جھنگ نکاسی آب کے لئے ٹوبہ روڈ پر ایک نئی سیورج لائن بچھا رہی ہے جس کا کام مکمل ہونے کے بعد جب یہ نئی لائن چالو ہو جائے گی تو یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔باقی دونوں منڈیوں میں عملہ صفائی کی کارکردگی تسلی بخش ہے اور کسی قسم کی کوئی شکایت نہ ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!ابھی وقفہ سوالات ختم نہیں ہوا پانچ منٹ رہتے ہیں۔

جناب سپیکر: کس نے کہا ہے آپ کو؟آپ تشریف رکھیں۔ادھر ٹائم لکھا ہوتا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا!ابھی پانچ منٹ رہتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں اور آپ بلاوجہ ایسے نہ کیا کریں۔(قطع کلامیاں)

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر! کچھ دن پہلے لاہور میں جوہر ٹاؤن ایکسپو سنٹر ایک posh area ہے۔اس کے باہر ایک بچی "رچل" سکول سے واپس آتی ہوئی گٹر میں گر کر جاں بحق ہو گئی تھی۔ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے پہلے چوبیس گھنٹے اور بعد میں اڑتالیس گھنٹے میں انکوائری کا حکم دیا تھا۔لاہور میں ابھی بھی بہت سارے ایسے posh areas ہیں جہاں پر گٹروں کے ڈھکن کھلے ہوئے ہیں، رات کو میں نے خود دیکھا ہے کہ گلبرگ میکڈونلڈ کے باہر سڑک کے بالکل اوپر۔۔۔

جناب سپیکر:وزراء صاحبان!اس کو نوٹ کیجئے۔

محترمہ سیمل کامران:کیا کسی اور "رچل" کا انتظار کیا جا رہا ہے کہ وہ اس گٹر کی زینت بنے گی۔اس کے علاوہ میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ وہ جو انکوائری ہوئی تھی اس کی کیا رپورٹ آئی ہے؟ یہ اسمبلی in session تھی جب یہ واقعہ پیش ہوا تھا۔۔۔

جناب سپیکر:جی، میں نے انکوائری تو نہیں کروائی تھی؟

محترمہ سیمل کامران:جناب گورنمنٹ نے کروائی ہے، میں گورنمنٹ کے بارے میں بھی بات نہیں کر سکتی؟

جناب سپیکر:انکوائری کی رپورٹ تو آنے دیں۔

محترمہ سیمل کامران:جناب والا!میں تو آپ سے ہی request کر سکتی ہوں۔

جناب سپیکر:جی، ٹھیک ہے۔

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!اس صوبے کا یہ بہت بڑا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر:جی، نوٹس لیں۔

محترمہ سیمل کامران:یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں ہے اگر خادم اعلیٰ پنجاب نے یہ بڑھک ماری تھی کہ اگر کوئی۔۔۔

جناب سپیکر:آپ کی بڑی مہربانی۔آپ پوائنٹ آف آرڈر کو پوائنٹ آف آرڈر کی حد تک ہی رہنے دیا کیجئے۔بڑی مہربانی۔آپ کوئی چیز میرے پاس لکھ کر لے آئیں پھر دیکھیں گے۔

محترمہ سیمل کامران:لکھ کر بھی دیتے ہیں اس کا جواب ہی نہیں آتا۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:آپ کی بڑی مہربانی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! حکومت پنجاب کے فیصلہ کے مطابق تمام سرکاری ملازمین کی تنخواہ بنکوں کے ذریعے ادا ہوتی ہے اور اس حکم کے اندر موجود ہے کہ یکم تاریخ کو تنخواہ دینے کے تمام بنک پابند ہیں لیکن اس کی پابندی نہیں کی جا رہی۔ بنکوں کو بزنس تو مل گیا لیکن انہوں نے اپنا عملہ نہیں بڑھایا اس وجہ سے جنہوں نے پہلی تاریخ کو تنخواہیں لینی ہوتی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کیا کر رہی ہیں؟ آپ ادھر آ کر مجھے بتائیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: آپ نے ٹائم ختم کر دیا ہے اور ہمارے سوالوں کو bulldoze کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: یہ آپ کا سوال ہی نہیں ہے۔ آگے ہو گا اب ٹائم ختم ہو گیا ہے تو میں کیا کروں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ بنکوں نے اپنا عملہ نہیں بڑھایا جس وجہ سے تمام ملازمین کو due date پر تنخواہ نہیں ملتی اور اس کے بعد جب سرکاری ملازمین تنخواہ لینے جاتے ہیں تو وہاں پر کوئی سہولیات موجود نہیں ہوتیں، بیٹھنے کی جگہ، کھڑے ہونے کی جگہ، دھوپ سے بچنے کی جگہ اور نہ ہی بارش سے بچنے کی جگہ، اگر حکومت پنجاب نے بنکوں کو بزنس دیا ہے تو بنکوں کو پابند بھی کیا جائے کہ وہ اپنے customers کو مناسب سہولیات پہنچائیں اور due date پر تنخواہ دیں۔

جناب سپیکر: آپ یہ چیز in writing لے کر آئیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جی، I will

پوائنٹ آف آرڈر

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب کی توجہ لاء اینڈ آرڈر کی بگڑتی ہوئی صورتحال کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ حالیہ دنوں میں۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہی جناب کی توجہ چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ دیکھ لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہی یہ بات کروں گا میرے پاس اور کون سا forum ہے جسے استعمال کروں۔

جناب سپیکر: اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہمت دی ہے کاغذ ہے، پنسل ہے آپ کے پاس وقت بھی ہے تو آپ لکھ کر لائیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر کی ایسی صورتحال ہے جس پر فوری توجہ چاہئے۔

جناب سپیکر: اس کے لئے بحث کا دن مقرر کرائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں وہی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

پنجاب میں امن عامہ کی بگڑتی ہوئی صورتحال کے پیش نظر ایوان میں اس پر بحث کے لئے ایام مقرر کرنے کا مطالبہ

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پچھلے دنوں گوجرانوالہ میں چودہ آدمیوں کو دن دہاڑے قتل کر دیا گیا، سات آدمی لالہ موسیٰ میں لقمہ اجل بنے، ہماری ممبر ساجدہ میر صاحبہ کے ہاں ڈکیتی ہو گئی، لاہور میں ایک ایس ایچ او اپنی گاڑی کے نیچے آ کر مر گیا اور وہاں پر ستر کے قریب آدمی lockup میں بند کئے ہوئے ہیں، پنجاب جل رہا ہے اور اتنے لمبے اجلاس میں بھی لاء اینڈ آرڈر کی بگڑتی ہوئی صورتحال پر کوئی توجہ نہیں دی گئی، کوئی ٹائم مختص نہیں کیا گیا۔۔۔

جناب سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں گے، اب آپ تشریف رکھیں گے؟

سید حسن مرتضیٰ: دن دہاڑے ڈکیتیاں ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اب آپ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: دن دہاڑے قتل و غارت ہو رہی ہے۔ میری عرض سن لیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ایسے نہیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ پنجاب کی عوام کو کیا message دے رہے ہیں؟

جناب سپیکر: اب آپ مجھے اپنی بات کرنے دیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری بات تو مکمل ہونے دیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات مکمل ہو گئی ہے۔شاہ صاحب! یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔یہ نامناسب روّیہ ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ایسے بات نہ کریں۔آپ کی بڑی مہربانی۔

سید حسن مرتضیٰ: اسمبلی کو ربڑسٹمپ سمجھا جارہا ہے۔آپ لاء اینڈ آرڈر پر بحث نہیں رکھ رہے۔

جناب سپیکر: لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لئے دن رکھیں گے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: ہمیں بات کرنے دی جائے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے دی جائے۔

جناب سپیکر: آپ suggest کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: قتل و غارت 90 فیصد بڑھ گئی ہے، سٹریٹ کرائم بڑھ چکے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اپنے آپ کو کنٹرول کرنے کی کوشش کریں۔آپ کی بڑی مہربانی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر issue یہ ہے کہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لئے دن مقرر کرنا ہے تو۔۔۔

جناب سپیکر: بحث کے لئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پھر آپ کل بحث رکھ لیں ہم اس کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: کل لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کل ہمارا جو official business ہو گا اس کے بعد آپ لاء اینڈ آرڈر پر بحث رکھ دیں ہم تیار ہیں۔

جناب سپیکر: کل بزنس کے بعد لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! سارا بزنس معطل کر کے لاء اینڈ آرڈر پر بحث رکھی جائے۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: ہم جو چیز لکھ کر بھی پیش کرتے ہیں وہ بھی نہیں آتی۔

جناب سپیکر: آپ نے کیا جمع کرایا ہے۔آپ تشریف رکھیں اور ان کو بولنے دیں۔جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آج سے چار دن پہلے گوجرانوالہ میں ایک جھگڑے میں تقریباً چودہ کے قریب لوگ ہلاک ہوئے، اس کے بعد کل لالہ موسیٰ میں سات لوگ ہلاک ہوئے ہیں، پرسوں لاہور میں ایک ایس ایچ او ہلاک ہوا ہے۔ اس وقت پنجاب میں جو لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال ہے، مجھے لگتا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب تو کہیں سو رہے ہیں یا ترکی گئے ہوئے ہیں، اس وقت صوبے میں پنجاب پولیس کا کوئی کنٹرول نہیں ہے، روزانہ ہزاروں کے حساب سے سٹریٹ کرائم ہو رہے ہیں، گاڑیاں چھینی جا رہی ہیں، پورے پنجاب کی سڑکیں جو دیہاتوں کو جاتی ہیں رات کو ان پر ڈاکو راج ہوتا ہے، پورے پنجاب میں جیسے ہی شام کو اندھیرا ہوتا ہے پولیس کی گرفت ختم ہو جاتی ہے اور ڈاکو راج شروع ہو جاتا ہے، فیصل آباد میں روزانہ ڈکیتیاں ہو رہی ہیں، گاڑیاں چھینی جا رہی ہیں اور لوگوں کو قتل کیا جا رہا ہے۔ لاہور جو دارالحکومت ہے پاکستان کی تاریخ میں لاہور میں اتنا جرم کبھی نہیں ہوا جتنا آج کل روزانہ ہو رہا ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! تھانوں میں رشوت کا ریٹ دس گنا بڑھ گیا ہے اور پتا نہیں وہ کہاں کہاں تک جا رہی ہے اس وقت پولیس نام کی کوئی چیز دارالحکومت میں نظر آ رہی ہے اور نہ ہی باقی شہروں میں نظر آ رہی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کل جب لاء اینڈ آرڈر پر بات کریں اس وقت ساری چیزیں لائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ کی کوئی سنتا نہیں۔۔۔

جناب سپیکر: کیسے نہیں سنتا، کون کہتا ہے کہ نہیں سنتا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ سارا ان کو بتائیں گے کہ کہاں کہاں دس percent بڑھا ہے اور کہاں کہاں سو percent بڑھا ہے۔ آپ نے بحث کے لئے کل کا ٹائم رکھ لیا ہے تو یہ آئیں انہوں نے جو ملک کو لوٹا ہے، جس طرح سے قومی ادارے تباہ کئے ہیں اب یہ لٹیرے اپنی لوٹ مار کا حساب ہونے کے خوف سے بات کو الجھانا چاہتے ہیں۔ جب آپ نے لاء اینڈ آرڈر پر بحث کا دن مقرر کر دیا ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب سپیکر: انشاء اللہ کل یقینی طور پر لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی۔آپ تمام حضرات سے اپیل ہے کہ واپس آ جائیں کل لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی۔

محترمہ ساجدہ میر: لاء اینڈ آرڈر پر بحث سرکاری بزنس سے پہلے کریں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں، قانون سازی کے بعد لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر اپوزیشن لاء اینڈ آرڈر پر بحث کرنا چاہتی ہے تو آپ نے کل بحث کے لئے ٹائم مقرر کر دیا ہے، میں نے عرض کیا ہے کہ ہم کل بھی تیار ہیں اور اگر آج بحث کرنا چاہتے ہیں تو آج کے ایجنڈے کی کارروائی مکمل ہونے کے بعد کر لیں۔

جناب سپیکر: آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جو بات فرمائیں گے اس کا جواب بھی دیں گے اور ان کو بتائیں گے کہ دس فیصد کرپشن کہاں پر بڑھی اور ایک سو دس فیصد کرپشن کہاں پر بڑھی ہے۔یہ ساری چیزیں ان کے سامنے رکھیں گے۔ باقی معاملہ یہ ہے کہ قائد حزب اختلاف نے گوجرانوالہ کے جس واقعہ کا ذکر کیا ہے، کل اس واقعہ کے متعلق توجہ دلاؤ نوٹس تھا۔۔۔

جناب سپیکر: لیکن یہ خود حاضر نہیں تھے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): میں نے آر پی او اور سی پی او گوجرانوالہ کو بلایا ہوا تھا۔وہ یہاں House میں موجود تھے لیکن کل حزب اختلاف نے توجہ دلاؤ نوٹس کے وقفے کو کورم point out کر کے late کیا۔اب بھی لالہ موسیٰ، گوجرانوالہ اور ایس ایچ او کی ہلاکت کے معاملات کے بارے میں یہ توجہ دلاؤ نوٹس دیں اگر نہیں دینا چاہتے تو next Thursday کو ان تینوں issues کے اوپر discuss کر لیں۔تمام واقعات کی تفصیلات ان کے سامنے رکھیں گے اور جو یہ تجاویز دیں گے ان کے اوپر بھی انشاء اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔اب حزب اختلاف کے ساتھیوں کو House میں واپس لے آئیں۔معزز ممبران! اب آپ واپس آ جائیں۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! پہلے تو میں اس بات کو condemn کرتی ہوں کہ Private Members Day پر walkout نہیں ہونا چاہئے کیونکہ Private Members Day پر کوئی چیز ایجنڈا پر لانے کے لئے مہینوں لگتے ہیں۔ میں آپ سے بھی درخواست کرتی ہوں کہ معزز ممبران حزب اختلاف کو واپس بُلا لیں تاکہ اس House کی کارروائی چل سکے۔ میں دوسری بات یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ Quack Doctors اور جھوٹے پیروں کا خاتمہ کیا جانا چاہئے۔ آج بھی اس حوالے سے کچھ خبریں چھپی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: معزز ممبران حزب اختلاف! آپ House میں واپس آ جائیں، کچھ نہیں کہا جائے گا بلکہ خوش آمدید کہیں گے۔ راجہ صاحب! اگر آپ میری بات سُن رہے ہیں تو اندر تشریف لے آئیں۔ کل ہم Law and Order پر بحث کریں گے۔ کل آپ دل کھول کر بات کرنا۔ جی، محترمہ!

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے گزارش کرتی ہوں کہ اس حوالے سے قانون سازی کی جائے یا کوئی ایسے rules and regulations بنائیں کہ ان جھوٹے پیروں کی exploitation ختم کی جا سکے۔ مجھے یہ معلوم ہوا تھا کہ Health Commission بنایا گیا ہے۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ آپ اس کی meetings میں مجھے بھی شامل کر دیں۔ ان Quack Doctors اور پیروں کی power ان کی advertisement ہے اگر ان کی advertisement بند کر دیں تو بڑی حد تک ان پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ میرا اپنا تعلق media سے ہے اور میں ان سارے media groups کے behalf پر آپ کو guarantee دیتی ہوں کہ اگر ان کے خلاف action لیا جائے تو ہم آپ کے ساتھ ہوں گے۔

جناب سپیکر: میں ملک ندیم کامران اور چودھری وحید صاحب سے کہتا ہوں کہ آپ جا کر راجہ ریاض صاحب اور ان کے ساتھیوں کو House میں واپس لائیں۔ راجہ ریاض صاحب! کل انشاءاللہ Law and Order پر بحث کریں گے اس لئے آپ House میں واپس آ جائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! راجہ ریاض صاحب کو یہ پیغام بھی دے دیں کہ کل Law and Order پر بحث ہو گی اور آپ کو تقریر کرنے کے لئے نہیں کہا جائے، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ اس خوف سے ہی نہ آئیں کہ مجھے کل تقریر کرنا پڑے گی۔

جناب سپیکر: نہیں، کل قائد حزب اختلاف کی تقریر ہو گی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: آج کل تو ہر ایک ایس۔ایچ۔او رانا ثناء اللہ کی زبان بول رہا ہے کہ "کر لو جو کرنا اے" (قہقہے)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! ماحول کو خوشگوار رہنے دیں۔ آج کل تھوڑا سا بھی ادھر اُدھر ہو جائیں تو کام خراب ہو جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ویسے آج ناخوشگوار ماحول تو آپ کی وجہ سے ہوا ہے۔

جناب سپیکر: کیا میری وجہ سے ماحول ناخوشگوار ہوا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، ہاں کیونکہ یہ جھگڑا ان کا آپ سے ہوا ہے اور ہمیں تو سمجھ بھی نہیں آئی کہ کس بات پر وہ آپ سے ناراض ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: دیکھیں، میری بات سنیں۔ میں نے ان کو یہی کہا ہے کہ آپ مہربانی کر کے پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہ کریں اگر آپ law and order پر بحث کرنا چاہتے ہیں تو مجھے بات کر لینے دیں ہم اس کے لئے time fix کر لیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! وہ مسئلہ تو حل ہو گیا ہے کیونکہ آپ نے فرما دیا ہے کہ کل Law and Order پر بحث ہو گی۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اب ان کو واپس آ جانا چاہئے۔ معزز ممبران اور خصوصی طور پر راجہ ریاض صاحب! اب آپ House میں تشریف لے آئیں۔ جی، شیخ صاحب! ذرا آرام سے بات کریں اور کوئی ایسی بات نہ کرنا کہ جس سے خرابی ہو۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کو معلوم ہے کہ میں آپ کی بہت respect کرتا ہوں لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جب میں floor پر کھڑا ہوتا ہوں تو اعتراض شروع ہو جاتا۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ میرے حزب اختلاف کے ساتھیوں کو کیا ہو جاتا ہے؟ آپ بھی مجھے کہتے ہیں کہ میں ماحول کو خراب کر دیتا ہوں۔ کیا میں کسی کو کچھ کہتا ہوں؟ میں آپ کی تین منٹ توجہ چاہوں گا اور ایک انتہائی اہم مسئلے کے حوالے سے بات کروں گا۔

جناب سپیکر! معاملہ یہ ہے کہ آج سے تین چار دن پہلے، جب میں House میں نہیں تھا تو minority سے تعلق رکھنے والے ایک معزز ممبر نے میرے بارے میں بات کی ہے۔انہوں نے کامران مائیکل اور میرا نام لے کر یہ کہا کہ آشیانہ کی زمینوں پر میں نے قبضہ کیا ہے۔بنیادی بات اس طرح ہے کہ انجینئر شہزادالٰہی صاحب نے House میں یہ کہا کہ یو۔سی۔ایچ کی زمین پر قبضہ کر کے Park Plaza بنایا گیا۔چونکہ میں حالات سے واقف تھا کہ وہاں پر پلازہ کیسے بنا ہے تو میں نے حکومت کے مؤقف کو defend کرتے ہوئے یہ کہا کہ یہ غلط بات ہے اور میرے پاس اس کا ثبوت ہے کہ وہ جگہ یو سی ایچ کی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اس بارے میں تو ہم نے پہلے ہی کمیٹی بنادی ہے۔آپ اپنی ساری بات اس کمیٹی کو بتادیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا نام اخبارات میں اُچھالا گیا ہے اس لئے میری بات تو سُن لیں۔دو باتیں بڑی اہم ہیں۔ایک یہ کہ 1960 میں اس کا نام مشن ہسپتال تھا اور مشن ہسپتال کی کسی جگہ پر Park Plaza نہیں بنایا گیا اور میں آج بھی اس مؤقف پر قائم ہوں۔میرا نام لے کر یہ کہنا کہ میں نے قبضہ کرایا ہے، یہ بڑی زیادتی ہے۔میں دوسری یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ جب مری کے مشنری سکولوں کو آگ لگائی گئی تو کسی minority سے تعلق رکھنے والے ممبر کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ اس معاملے کو یہاں اسمبلی میں اٹھائے اور میں نے اس معاملے کو یہاں House میں اٹھایا تھا کیونکہ میں minority کی property کو بھی ایسے ہی سمجھتا ہوں جیسا کہ ایک مسلمان کی property ہے۔جہاں تک آشیانہ سکیم کا تعلق ہے تو میرا اس حوالے سے حزب اختلاف اور ہر اس آدمی کو جسے اس بارے میں کوئی اعتراض ہو آج challenge ہے کہ وہ جہاں سے مرضی اس سکیم کا آڈٹ کرالے اور اگر آشیانہ سکیم میں ایک روپے کی کرپشن یا کوئی ناجائز قبضہ ملے تو میں ذاتی طور پر دیندار ہوں گا۔حکومت کرے یا نہ کرے لیکن میں ذاتی طور پر اس کی ذمہ داری قبول کروں گا۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ نے اپنی بات کر لی ہے اس لئے اب تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اس حوالے سے کمیٹی بنائیں تاکہ اس بات کا کوئی فیصلہ ہو سکے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! پہلے ہی کمیٹی بنی ہوئی ہے۔آپ یہ ساری باتیں اس کمیٹی میں کر لیجئے گا۔وہ کمیٹی آپ کو بلالے گی۔

شیخ علاؤالدین: اگر یہ بات ایسے ہے تو پھر آپ کم از کم یہ rulingتو دیں۔ میں آپ کو یہ document دیتا ہوں کہ حکومت نے مشن ہسپتال کی جگہ نہیں لی۔

جناب سپیکر: یہ documentآپ اس کمیٹی کو دکھائیں گے تو ساری بات سامنے آ جائے گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! آپ نے already کمیٹی بنا دی ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ شیخ علاؤالدین صاحب کو بھی اس کمیٹی میں شامل کر دیں۔ وہاں پر بیٹھ کر ہم ان کے مؤقف کو بھی سن لیں گے۔

جناب سپیکر: آپ اس کمیٹی میں جس کو چاہیں بُلوا سکتے ہیں۔ آپ جس کو مناسب سمجھیں بُلا کر سن سکتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): لیکن شیخ صاحب کی تسلی آپ سے ہو گی اس لئے آپ ان کو اس کمیٹی میں شامل کر دیں۔

جناب سپیکر: آپ شیخ صاحب یا کسی اور کو بلائیں مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟ میں نے کمیٹی بنا دی، اب کمیٹی اپنا کام خود کرے گی۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! اب آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کیا کہنا چاہتی ہیں؟ آپ تشریف رکھیں اور مجھے یہ کام کرنے دیں۔ اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ کرنل نوید اقبال ساجد صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وہ walkout پر ہیں اس لئے ان کی تحریک کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد صاحب کی تحریک استحقاق کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق چودھری ندیم خادم صاحب کی ہے۔ جی، آپ اپنی تحریک پیش کریں۔

ای ڈی او (ہیلتھ) جہلم کا معزز ممبر کے ساتھ نامناسب روّیہ

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ 30۔دسمبر 2011 کو بوقت 2:30 بجے تقریباً اپنے حلقہ کے کام کے سلسلے میں ڈاکٹر شاہد، ای ڈی او (ہیلتھ) جہلم کے پاس گیا۔ میں نے اُن کے دفتر میں جا کر اپنا تعارف کروایا کہ میں عوام کا منتخب نمائندہ ہوں اور حلقہ کے کام کے سلسلے میں حاضر ہوا ہوں۔ ڈاکٹر موصوف کو اچانک فون آگیا اور تقریباً پندرہ منٹ اپنے فون میں مصروف رہے۔ جب فون بند ہوا تو میں نے کہا کہ میں عوام کا منتخب نمائندہ ہوں۔ آپ میری بات سن لیں۔ ڈاکٹر موصوف نے مجھے مسلسل ignore کیا۔ میں نے دوبارہ مخاطب ہونے کی کوشش کی تو موصوف سیخ پا ہوگئے اور مجھے کہنے لگے میں نے آپ جیسے کئی ایم پی ایز دیکھے ہیں میں کسی کو کچھ نہیں سمجھتا۔ میں آپ کا کام کروں گا اور نہ ہی میں آپ کا ملازم ہوں اور میرے بارے میں نازیبا الفاظ بیان کئے، بُرا بھلا کہا۔ آپ جہاں مرضی چلے جائیں میں کسی کے حکم کو نہیں مانوں گا۔ میں عوام کا منتخب نمائندہ ہوں اور ایک معزز ایم پی اے ہوں۔ میرے بارے میں اور تمام ایم پی ایز کے بارے میں نازیبا الفاظ بیان کرنے سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کا نوٹس آج ہی موصول ہوا ہے اس کے جواب کے لئے اگلے Monday تک pending فرمالیں۔

جناب سپیکر: اسے Next Monday تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا صاحب کی ہے۔۔۔ وہ نہیں ہیں اس کو بھی pending کیا جاتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا کی تحریک التوائے کار ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے اس کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار جناب محمد طارق امین ہوتیانہ صاحب کی ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے یہ تحریک بھی pending till next

اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1976 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔ رانا صاحب! یہ تحریک التوائے کار پڑھی جاچکی تھی اس کا جواب آنا تھا۔ اس کا ابھی جواب نہیں آیا تو یہ تحریک بھی pending week till next week. اگلی تحریک التوائے کار نمبر 11/1989 میاں محمد رفیق صاحب کی ہے، یہ تحریک پڑھی جاچکی ہے اس کا جواب بھی نہیں آیا۔ یہ تحریک بھی pending till next week

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میری چار تحاریک التوائے کار تھیں جن پر بلاوجہ گلوٹین پھیر دی گئی ہے اگر آپ دو منٹ عنایت فرمائیں تو میں ان پر تھوڑی سی روشنی ڈال کر آپ کی طرف بھیج دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ کی مہربانی۔ آپ میرے پاس اُدھر دفتر میں آجائیں۔ راجہ شوکت عزیز بھٹی صاحب۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، pending till next week۔ اگلی تحریک شاہجہاں احمد بھٹی صاحب کی ہے۔۔۔ ان کی طرف سے pending کی request آئی ہے یہ تحریک بھی pending till next week۔ تحریک التوائے کار نمبر 11/2002 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔۔۔ اس تحریک کا بھی جواب نہیں آیا pending till next week۔ رائے اعجاز حسین اور چودھری شوکت محمود بسراء کی تحاریک ہیں۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے ان تحاریک کو بھی till next week pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 11/2029۔ میاں طارق محمود صاحب کی ہے۔ جی، رانا صاحب!

گجرات کے موضع ڈھلیان کی خاتون سے اوباشوں کی گن پوائنٹ پر زیادتی، ملزمان کو گرفتار کرنے کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا جواب آگیا ہے میں پڑھ دیتا ہوں۔ درخواست مدعی محمد اعظم ولد محمد خلیل کا مؤقف تھا کہ وہ اپنی بیوی عاصمہ شہناز اور اپنے بچوں کے ہمراہ اپنے گھر کے صحن میں سویا ہوا تھا کہ تقریباً ایک بجے رات ملزمان مسمیان میاں جہانگیر ولد میاں طارق، 2۔ نوید الیاس ولد مناظر اور 3۔ مناظر ولد محمد ارشد مسلح ہائے آتشیں اسلحہ گھر میں داخل ہوئے اور مدعی کو کمرے میں لے جا کر رسی سے باندھ دیا۔ ملزمان مناظر اور نوید مدعی پر پستول تان کر کھڑے رہے اور ملزم میاں جہانگیر مدعی کی بیوی سے زیادتی کا مرتکب ہوا۔ تین بجے رات تک تینوں ملزمان یہ عمل کرتے رہے اور جاتے ہوئے دھمکی دے کر گئے کہ اگر کسی کو بتایا تو جان سے مار دیں گے۔

اس وقوعہ پر مقدمہ نمبر 509 مورخہ 2011-10-12 جرم 376(2) ت پ تھانہ ڈنگہ درج رجسٹر ہوا۔ دوران تفتیش مقدمہ ہذا میں ملزمان مناظر اور نوید کو حسب ضابطہ گرفتار کر کے حوالات جوڈیشل بھجوایا گیا ہے اور مقدمہ ہذا کی تفتیش افسران بالا کے حکم سے تبدیل ہو کر ایس ایس پی رینج کرائم گوجرانوالہ کے سپرد ہوئی تھی جو بعد ازاں ملزم میاں جہانگیر کو اشتہاری قرار دیا گیا ہے اور اُس کے متعلق یہ انفارمیشن ہے کہ وہ بیرون ملک بھاگ گیا ہے لیکن اُس کے خلاف red warrant حاصل کر کے اُسے واپس لانے کے لئے پولیس تحرک کر رہی ہے اور مقدمہ ہذا کا نامکمل چالان مرتب کر کے مورخہ 2011-12-04 کو عدالت مجاز میں بھجوایا گیا ہے۔ گجرات پولیس جہاں تک ممکن ہے متغیث پارٹی کو انصاف فراہم کرنے کی کوشش کر رہی ہے اور ملزم جہانگیر کو گرفتار کر کے انصاف کے کٹہرے میں پیش کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! اس کا ایک حصہ یہ ہے اور اس کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ ملزمان نے اپنے اثرورسوخ کی بناء پر مدعی پارٹی کی حمایت کرنے والے افراد کے خلاف تھانہ لوئر مال لاہور میں جھوٹا مقدمہ نمبر 11/1432 دفعہ 365 درج کروایا تاکہ ان پر جھوٹے مقدمات درج کروا کر مدعی کی حمایت سے روکا جا سکے۔ ان کے خلاف حقائق کی بناء پر جو مقدمہ درج ہوا ہے اُس کو خارج کروا دیا جائے۔ یہ مقدمہ تھانہ لوئر مال میں پولیس کی مرضی سے درج کیا گیا اور اُس مظلوم عورت کی مدد کرنے والے دو آدمیوں کو اس تھانہ کی حوالات میں بند رکھا گیا اور اُنہیں بند رکھنے کے بعد پچھلے ہفتے اُس وقت چھوڑا گیا جس دوران دو اور غنڈے گئے اور اُس بے چاری خاتون کو اُٹھا کر کچہری میں لے جا کر اُس سے لکھوایا گیا کہ میں ان کے ساتھ راضی نامہ کرتی ہوں۔ یہ بدترین کیس ہے اور یہ اخباروں میں بھی آیا ہے۔ اس طرح کی زیادتی کے اوپر ہوم سیکرٹری صاحب سے کہا جائے کہ جن افسران نے تھانہ لوئر مال میں جھوٹا مقدمہ درج کر کے ان دو آدمیوں کو گرفتار رکھا اُن کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے باقاعدہ لاہور پولیس کے ذمہ داران افسران کو بلوایا تھا انہوں نے اس بات کو admit کیا ہے کہ واقعی مقدمہ نمبر 11/1432 جھوٹا ہے تو میں نے اُنہیں اس مقدمہ کے اخراج کے متعلق کہہ دیا تھا باقی جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس جھوٹے مقدمے کو درج کرانے کے لئے کیا مدعی فریق نے دھوکا دہی سے کام لیا یا کوئی پولیس والا بھی ملوث تھا۔ اگر اس سلسلہ میں آپ انکوائری چاہتے ہیں تو میرا خیال ہے کہ ہوم سیکرٹری کی بجائے

سیکرٹری پراسیکیوشن متعلقہ سیکرٹری بنتے ہیں۔ میں سیکرٹری پراسیکیوشن سے کہہ دیتا ہوں کہ ایک ہفتے کے اندر اس بارے میں مفصل رپورٹ ایوان کی میز پر رکھی جائے۔

جناب سپیکر: جی، سیکرٹری پراسیکیوشن سے کہیں کہ ایک ہفتے کے اندر ہمیں اس کی مفصل رپورٹ دیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! آپ کے حکم کے تحت ہم اپوزیشن کے پاس گئے تھے۔ ان کا مؤقف یہ ہے کہ آپ کل وقفہ سوالات کے فوراً بعد لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لئے وقت رکھیں تو ہم انشاءاللہ حاضر ہوں گے۔ آج ہماری معذرت ہے۔ آپ اس کو announce کریں، کل ہم انشاءاللہ آئیں گے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ کے اور معزز ایوان کے علم میں یہ بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کی proceeding کو cover کرنے والے پریس گیلری کے احباب کے سامنے بھی یہ بات ہے کہ سوالات، تحاریک التوائے کار، تحاریک استحقاق اور عام بحث جو members business ہوتا ہے۔ اس دوران بھی اپوزیشن کی حالت یہ ہے کہ وہ کورم پوائنٹ آؤٹ کر کے چلے جاتے ہیں۔ آج Private Members Day ہے۔ آج گورنمنٹ کا کوئی business نہیں بلکہ members کا business ہے۔ اس پر وہ بائیکاٹ کر کے چلے گئے ہیں۔ یہ ان کی دلچسپی ہے۔ ان کا کل جو اعتراض تھا کہ جب اپوزیشن اجلاس بلاتی ہے تو آپ کورم پوائنٹ آؤٹ کرتے ہیں، جب اپوزیشن اپنے ایجنڈے پر اجلاس بلائے گی تو اپوزیشن کو کورم پورا کرنا پڑے گا اور جب حکومت legislation کرے گی تو یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ کورم پورا کرے۔ اس مرتبہ ہم نے تقریباً بیس Bills پر legislation کی ہے اور ان کی کارکردگی یہ ہے کہ کسی میں انہوں نے کوئی amendment ہی نہیں دی۔ اس کے علاوہ جو amendments انہوں نے دی ہیں وہ short of time دی ہیں۔ اب بھی ان کی حالت یہ ہے کہ ہم نے legislation کے لئے کل جو ایجنڈا رکھا ہے اس پر ان کی کوئی تیاری نہیں ہے۔ انہوں نے کوئی amendment نہیں دی اور اپنی اس کوتاہی کو چھپانے کے لئے اب یہ کہتے ہیں کہ ہم کل legislation نہ کریں۔ ہم نے کل کی legislation کے لئے ایجنڈا آج سے تین دن پہلے کا دیا ہوا ہے اور کل انتہائی اہمیت کے حامل Bills ہیں۔ یہ جنوبی پنجاب، جنوبی پنجاب کرتے ہیں تو کل کے Bills میں خصوصی طور پر ڈیرہ غازی خان یونیورسٹی کا Bill ہے جو جنوبی پنجاب میں ہی ہے۔ وہ بہت اہم Bill ہے۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ کل ایجنڈے کے مطابق business ختم کرنے کے بعد جیسے

پچھلے بدھ یا جمعرات کو جب ہم نے legislation کی تھی۔اگر اس دن شام چھ بجے تک House چل سکتا ہے تو کل آئیں آکر بیٹھیں، یہ چار، پانچ یا سات بجے تک بحث کریں یہاں پر آئی جی بھی موجود ہو گا اور ہوم سیکرٹری بھی موجود ہو گا۔انہوں نے جن کیسوں کی بات کی ہے ان کے متعلق جو بھی اعداد و شمار اور حقائق ہیں میں اس معزز ایوان کے سامنے رکھوں گا۔اس پر یہ بات کریں لیکن اگر انہوں نے صرف بات ہی یہ کرنی ہے کہ کسی ایک بات پر موقع مل جائے۔آج انہوں نے اس کو بہانہ بنا لیا اور Private Members Day کا بائیکاٹ کر کے چلے گئے ہیں جو کہ میرے خیال میں unprecedented ہے۔میرا خیال ہے کہ اس وقت House میں جتنے بھی ممبران موجود ہیں سب سے زیادہ میں نے اپوزیشن میں وقت گزارا ہے۔یہ unprecedented ہے کہ Private Members Day پر اپوزیشن واک آؤٹ کر کے چلی جائے۔اب کل وہ کیا کریں گے کہ ان کی تیاری legislation پر ہو گی اور نہ ہی لاء اینڈ آرڈر پر ہونی ہے۔وہ کل اس بات پر بہانہ بنائیں گے کہ آپ وقفہ سوالات کے بعد بحث شروع کریں۔اگر نہیں کریں گے تو کل کو بھی وہ چلے جائیں گے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ رویہ ایسا ہے جسے آپ کو endorse یا appreciate نہیں کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر!میں معذرت سے عرض کروں گا، آپ کا اپنا role ہے کہ آپ ہمیشہ ان کے ساتھ شفقت کا سلوک کرتے ہیں لیکن ان کا آپ طریقہ دیکھ لیں کہ آج انہوں نے آپ کے against کس قسم کا ماحول create کیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی بات نہیں ہے، وہ ناراضگی میں ایسا کر جاتے ہیں۔میں ان کی بات کا غصہ نہیں کرتا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ کل وقت پر اجلاس شروع ہو اور میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم کوشش کریں گے کہ جو ایک دو اہم Bills ہیں، انہیں جلدی یعنی دو اڑھائی بجے تک کر لیں۔اس کے بعد یہ بیٹھیں دو اڑھائی بجے سے لے کر چار، پانچ، چھ یا جب تک بھی وہ بات کریں گے ہم بیٹھ کر سننے اور اس پر respond کرنے کو تیار ہیں۔

جناب سپیکر: وہ یہ بات سن رہے ہوں گے۔میرے خیال میں انہوں نے یہ بات سن لی ہو گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب کی تھوڑی سی تصحیح کروں گا کہ ہم لوگ تیاری کر کے آتے ہیں۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ہم لوگ تیاری کر کے آتے ہیں اور amendments دیتے ہیں جن پر بحث و مباحثہ ہوتا ہے اور شام چھ بجے تک بیٹھے رہتے ہیں۔ ہم قانون سازی میں مکمل participate کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ اِن کو appreciate کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے ہفتے بدھ اور جمعرات کے دن جو قانون سازی ہوئی ہے اس میں لغاری صاحب نے مکمل محنت کے ساتھ حصہ لیا تھا مگر مجھے اعتراض صرف اس بات پر ہے کہ اگر لغاری صاحب کہیں کہ میں حصہ لیتا اور پوری محنت کرتا ہوں تو ٹھیک ہے لیکن جب وہ لفظ ہم کا استعمال کرتے ہیں تو میرے خیال میں وہ لفظ درست نہیں ہے۔ ان کو خود ہی معلوم ہے کہ اُس دن قانون سازی میں ان کے ساتھ کتنے لوگ تھے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ ہماری کوشش کو appreciate کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ہم آپ کو appreciate کرتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہماری amendments دینا کوئی مخالفت کرنا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2030/11 چودھری شوکت محمود بسراء صاحب کی ہے۔ اس کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2032/11 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔ کیا اس کا جواب آ گیا ہے؟

لاہور میں انتظامیہ کی عدم توجہی کی بناء پر الیکٹرانک پارکنگ سسٹم ناکام اور زائد پارکنگ فیس کی وصولی

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جی، اس کا جواب آگیا ہے۔ یہ درست ہے کہ مالی سال 2009-10 میں لبرٹی مارکیٹ اور مال روڈ پر نقی مارکیٹ پر جدید طرز پارکنگ کو اپنانے کے لئے اور عوام کو پارکنگ کی جدید سہولیات میسر کرنے کے لئے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے میٹر پارکنگ سسٹم کا آغاز کیا تھا اور اس کا ٹھیکہ ASCO MMS کمپنی کو دیا گیا تھا جس کی مدت دو سال تھی۔ یہ کمپنی وہاں سے میٹر پارکنگ کے ذریعے سے پارکنگ وصول کرتی رہی۔ اس پارکنگ سٹینڈ پر پارکنگ فیس بھی گھنٹہ کے حساب سے وصول کی جاتی تھی جس کے ریٹ یوں تھے کہ کار کے لئے پہلا گھنٹہ -/10 روپے، اُس کے بعد دو گھنٹے کے -/15 روپے فی گھنٹہ، اُس کے دو گھنٹے کے بعد اضافی گھنٹوں پر -/5 روپے، پورے دن کے لئے -/50 روپے اور دکانداروں کے لئے پورے دن کا -/20 روپے ریٹ مقرر تھا۔ اس سسٹم کے نفاذ کا مقصد یہ تھا کہ گاڑیوں کو کم سے کم وقت پارکنگ ایریا میں کھڑا کر کے ٹریفک کے مسئلے کو کنٹرول کیا جا سکے اور ساتھ ہی ساتھ دوسری طرف عوام کے اندر شعور پیدا کرنے کی کوشش کی گئی تھی کہ وہ اپنی گاڑیوں کو کم سے کم وقت پارکنگ سٹینڈ پر کھڑا کریں۔ عام پارکنگ سٹینڈ پر موٹر سائیکل سے پانچ اور کار سے -/10 روپے وصول کئے جاتے ہیں۔ جہاں تک ناقص منصوبہ بندی اور کروڑوں روپے کے زیاں کا تعلق ہے تو اس ضمن میں عرض ہے کہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے جو میٹرڈ پارکنگ کے لئے مشینیں لگائی تھیں ان کو لگانے کے لئے مناسب منصوبہ بندی کے بعد نافذ کیا گیا تھا۔ یہ پراجیکٹ ناکام نہیں ہوا بلکہ وقتی طور پر روک دیا گیا ہے تاکہ مزید بہتر طریقے سے اس کو پورے ضلع میں نافذ کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: محرک اسے press نہیں کرتیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوائے کار 1901 تھی جو میں نے 26۔نومبر کو جمع کرائی تھی۔ اس سلسلے میں مجھے کچھ گزارش کرنی ہے۔

جناب سپیکر: مجھے دیکھ لینے دیں کہ میرے پاس ہے یا نہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مجھے آپ کے دفتر نے کہا تھا کہ قاعدہ83 کے مطابق اس کو reject کر دیا گیا ہے۔ بعد میں آپ نے شفقت فرماتے ہوئے مجھے کہا کہ دوبارہ جمع کراؤ۔ وہ دوبارہ جمع کرا دی گئی ہے۔

MR SPEAKER: If it is not of recent nature then what will we do?

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہاں پر بحث کر لیتے ہیں کہ قاعدہ83 کے مطابق وہ تحریک التوائے کار کیسے نہیں بنتی؟

جناب سپیکر: وہ میرے پاس ابھی نہیں آئی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: میں آپ کو قاعدہ83 پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔ اس کو revise کر کے بعد میں دیکھ لیتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر2033/11 جناب جاوید علاؤالدین ساجد صاحب کی ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر2034/11 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر2047/11 محترمہ حمیرا اویس شاہد صاحبہ کی طرف سے ہے یہ پڑھی جا چکی ہے۔ کیا اس کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی تک موصول نہیں ہوا لہذا اس کو pending فرما دیں کیونکہ اس تحریک میں banking سے متعلق معلومات ہیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر2051/11 شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف ہے۔ جی، شیخ صاحب!

ضلع جھنگ کے مال خانہ سے غائب ہونے والی 130 قیمتی اور تاریخی توپیں برآمد کرنے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ انتہائی قیمتی اور نادر تاریخی نوعیت کی 130 توپیں جو ضلع جھنگ کے مال خانہ میں رکھی گئی تھیں، غائب کر دی گئی ہیں۔ یہ قیمتی نادر توپیں ہوم ڈیپارٹمنٹ کے تحت حکومت پنجاب کی ملکیت تھیں۔ زمینی حقائق یہ ہیں کہ بلدیاتی

ضلعی نظام 2001 سے پہلے ہزاروں کی تعداد میں قیمتی اسلحہ ڈپٹی کمشنر کے تحت مال خانہ میں رکھا جاتا تھا۔ 2001 کے بعد ایسا اسلحہ اور خاص طور پر نایاب اور قیمتی اسلحہ جن کی مالیت کروڑوں میں ہے، کا پتا نہ ہے۔ ایسا تمام اسلحہ جو مغل، سکھ اور برطانوی دَور سے تعلق رکھتا ہے، کی بین الاقوامی مارکیٹ ناقابل یقین حد تک قیمتی ہے اور ایسے تمام اسلحہ کی بازیابی انتہائی ضروری ہے جو ہمارا ویسے بھی تاریخی ورثہ ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار بھی آپ کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ابھی جو میں تحریک پڑھنے لگا ہوں اس میں بہت اہم مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، سارے مسئلے ہی اہم ہوتے ہیں۔

پنجاب یونیورسٹی لاہور کے ناقص سکیورٹی انتظام کی وجہ سے دو طلباء تنظیموں میں تصادم سے سینکڑوں طلباء زخمی

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر اس میں آپ غور کریں گے تو دیکھیں گے کہ کتنا اہم مسئلہ ہے۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب یونیورسٹی میں دو طلباء تنظیموں کے درمیان تصادم جو مورخہ 22۔ دسمبر کو ہوا جس میں سینکڑوں طلباء جن کا تعلق اسلامی جمعیت طلباء اور امامیہ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن سے ہے، آمنے سامنے ایک دوسرے پر پتھروں سے حملہ آور ہوئے اور مسلسل فائرنگ کی گئی جس سے بہت سے طلباء زخمی ہوگئے۔ یونیورسٹی انتظامیہ بے بس ہو گئی اور تمام تر الزام پولیس پر ڈالتے ہوئے اپنے آپ کو بری الذمہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس میں کوئی دو آراء نہ ہو سکتی ہیں۔ طلباء تنظیموں میں مذہبی جذبات کو ابھارنا اور مذہبی بنیادوں پر ایک دوسرے کے بارے میں نازیبا کلمات اور نعروں کی اجازت کسی صورت قابل برداشت نہ ہے۔ پنجاب یونیورسٹی جہاں ہر مذہب اور مسلک کے طلباء و طالبات عرصہ دراز سے امن، دوستی اور بھائی چارے کے ماحول میں علم حاصل کر رہے تھے آخر وہ کون سے پوشیدہ ہاتھ ہیں جنہوں نے فرقہ بندی کی بنیاد پر جلسوں کی پنجاب یونیورسٹی میں اجازت دی۔ اس پر مزید المیہ یہ ہے کہ یونیورسٹی کا سکیورٹی ڈیپارٹمنٹ جو صرف ایسے ہی

موقع کے لئے کروڑوں روپے کے بجٹ کی بنیاد پر بنایا گیا مکمل طور پر موقع سے فرار ہو گیا اور ایک بھی سکیورٹی کا آدمی یا پولیس موقع پر موجود نہ رہی۔ نتیجتاً آج پنجاب یونیورسٹی کا پُر سکون ماحول ایک عجیب بھیانک منظر پیش کر رہا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2054 محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی طرف سے ہے۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! اسے pending فرما دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2056/11 ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا صاحبہ کی ہے۔

پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے زیر نگرانی تعمیر کی گئی دیگر لیبر کالونیوں کی طرح مندرج لیبر کالونیوں کے بھی مالکانہ حقوق دینے کا مطالبہ

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں 26 لیبر کالونیاں محکمہ پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے توسط سے بنائی گئیں جن میں سے 21 کالونیوں میں صنعتی کارکنوں کو مالکانہ حقوق پر الاٹمنٹ کی گئی جبکہ پانچ لیبر کالونیوں (شیر بنگال لیبر کالونی رانا ٹاؤن تحصیل فیروز والا ضلع شیخوپورہ، علامہ اقبال لیبر کالونی سیالکوٹ، لیبر کالونی گجرات، لیبر کالونی میاں چنوں اور لیبر کالونی رحیم یار خان) میں چار سے پانچ ہزار صنعتی کارکنوں کو کرائے پر گھر الاٹ کئے گئے۔ ان پانچ لیبر کالونیوں میں رہنے والے مکینوں میں سے کئی معذور ہیں، کئی سربراہ وفات پا چکے ہیں اور بعض انتہائی کسمپرسی کی حالت میں گزر بسر کر رہے ہیں۔ ان حالات میں محکمہ لیبر پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ بذریعہ عدالت گھر خالی کروا رہا ہے۔ جن پانچ کالونیوں کے مکینوں کی بات کی گئی ہے، ان کے علاوہ بقیہ 21 لیبر کالونیوں کے مالکانہ حقوق دیئے گئے تھے اور انہیں مالکانہ حقوق نہیں دیئے گئے تھے جس سے بالخصوص اور صوبہ پنجاب کے تمام صنعتی مزدوروں میں بالعموم انتہائی غم و غصہ، اضطراب اور بے چینی پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا ابھی جواب نہیں آیا اس لئے اگلے ہفتے کے لئے pending فرمالیں۔

جناب سپیکر: جی، اس تحریک کو بھی آئندہ ہفتہ کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب ہم قرار دادیں لیتے ہیں۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پوائنٹ آف آرڈر

راولپنڈی سکول اساتذہ کو ایک دن کی رخصت اتفاقیہ کے لئے ڈی سی او کے پاس حاضر ہونے کا حکم

انجینئر قمرالاسلام راجہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں وزیر تعلیم کی ایوان میں موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کے توسط سے ان کی خدمت میں ایک مسئلہ گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ ضلع راولپنڈی میں 15 ہزار اساتذہ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور ضلع راولپنڈی کی تحصیل مری اور تحصیل کوٹلی ستیاں میں ایسے سکول بھی ہیں جہاں پر پبلک ٹرانسپورٹ کے بعد ایک یا دو گھنٹے کا سفر طے کر کے جانا پڑتا ہے اور راولپنڈی کے ڈی سی او نے ایک نادر شاہی حکم جاری کیا ہے اور پورے پنجاب کے کسی ضلع میں ایسا حکم جاری نہیں کیا گیا۔ حکم یہ ہے کہ رخصت اتفاقیہ، جس کا مطلب ہی casual leave ہے جس کی اچانک کسی کو ضرورت پیش آ سکتی ہے، محکمہ تعلیم کے ایک پرائمری سکول کے ٹیچر کو رخصت اتفاقیہ کے لئے ذاتی طور پر ڈی سی او کے پاس پیش ہونا پڑے گا۔ حکم نامہ میں خواتین اساتذہ کے ساتھ ساتھ مرد اساتذہ بھی شامل ہیں۔ یہ حکم نہ صرف ناقابل عمل، مضحکہ خیز بلکہ ہمارے معاشرے کی بنیادی روایات اور اقدار کے بھی خلاف ہے کہ ضلع راولپنڈی کے پرائمری سکولوں کی خواتین اساتذہ جو اس سے پہلے اپنی سنٹر ہیڈ مسٹریس سے چھٹی لیتی تھیں، وہ ڈی سی او کے پاس ذاتی طور پر حاضر ہو کر ایک دن کی رخصت اتفاقیہ لیں گی۔ اس پر پورے ضلع راولپنڈی کے اساتذہ سراپا احتجاج ہیں۔ میں نے وزیر تعلیم صاحب کی خدمت میں چند دن پہلے یہ مسئلہ گوش گزار کیا تھا جس پر انہوں نے فرمایا تھا کہ میں سیکرٹری تعلیم سے

بات کروں گا۔ یہ پورے ضلع کے تعلیمی افسران پر اظہار عدم اعتماد ہے اور یہ اتنا بڑا لطیفہ ہے کہ ایک دن کی چھٹی لینے کے لئے اساتذہ کو ڈی سی او کے پاس آنے کے لئے دو دن کی غیر حاضری کرنی پڑے گی۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! چند دن پہلے انہوں نے مجھے اس بابت بتایا تھا اور میں نے سیکرٹری سکولز کو کہا تھا کہ اس معاملے کو دیکھیں تو میں نے دوبارہ چیک نہیں کیا اس لئے میں سیکرٹری سے دوبارہ پوچھ لیتا ہوں کہ یہ مسئلہ حل ہوا کہ نہیں اور اس کے بعد انہیں بتا دوں گا۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج اتفاق سے وزیر تعلیم موجود ہیں اور میں صرف ایک منٹ میں بات مکمل کر لوں گا کہ آپ نے مہربانی کرتے ہوئے کالجز کے نتائج کے حوالے سے ایک کمیٹی بنائی تھی جس کی صرف ایک میٹنگ ہوئی۔ آپ کے علم میں لا رہا ہوں کہ انہوں نے آپ کے حکم کو کس طرح violate کیا ہے کہ 29 کالجز نے اپنا کوئی ریکارڈ ہی پیش نہیں کیا اور میں نے جب آپ سے یہ عرض کیا کہ آپ کے حکم کے مطابق یہ ہوا ہے تو اس کے بعد جان بوجھ کر اس کمیٹی کی کوئی میٹنگ نہیں بلائی گئی۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ پنجاب کے سینکڑوں کالجز کی پرفارمنس below normal یعنی 30 فیصد بھی نتیجہ نہیں ہے۔ کمیٹی کی میٹنگ کے لئے آپ انہیں کہہ دیں اور وزیر تعلیم صاحب کو بھی کہیں کہ وہ اس میٹنگ میں آئیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ جس کمیٹی کا بتا رہے ہیں تو میں بالکل اسے دیکھ لیتا ہوں اور میں نے تو اس کی پہلی میٹنگ میں بھی شرکت نہیں کی۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ ایک اور ظلم ہے کہ اگر وزیر موصوف کو پتا ہی نہیں کہ سپیکر صاحب نے کمیٹی بنائی جس کی میٹنگ ہوئی۔ آپ سیکرٹری صاحب سے پوچھ لیں کہ کیا میں غلط بات کہہ رہا ہوں۔

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انہوں نے جو میٹنگ پہلے کی ہے مجھے تو اس میں بھی بلایا نہیں گیا۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ ان سے رابطہ رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پرائیویٹ سکولز کے متعلق بھی بات نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! جب آپ میٹنگ کریں گے اور یہ نہ آئے تو مجھے بتانا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! سیکرٹری صاحب سے کہیں کہ وہ اس کمیٹی کا اجلاس بلائیں۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب سپیکر: اس کمیٹی کا اجلاس جلد بلایا جائے۔ اب ہم قرار دادیں لیتے ہیں۔ 20 اور 27۔ دسمبر 2011 کے ایجنڈے سے زیر التوا قرار دادیں ہم پہلے لیتے ہیں۔ یہ پہلی قرار داد سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے۔ جی، پیش کریں۔

بورے والا میں پینے کا صاف پانی مہیا کرنے کے لئے واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ نصب کرنے کا مطالبہ

سردار خالد سلیم بھٹی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت بورے والا شہر میں بھی واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ نصب کرنے کے اقدامات اٹھائے تاکہ بورے والا کے شہریوں کو بھی صاف پینے کا پانی مل سکے۔"

جناب سپیکر: یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ::

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت بورے والا شہر میں بھی واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ نصب کرنے کے اقدامات اٹھائے تاکہ بورے والا کے شہریوں کو بھی صاف پینے کا پانی مل سکے۔"

اس قرارداد کی کوئی مخالفت نہیں کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت بورے والا شہر میں بھی واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ نصب کرنے کے اقدامات اٹھائے تاکہ بورے والا کے شہریوں کو بھی صاف پینے کا پانی مل سکے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ پہلے مجھے یہ کام کرنے دیں پھر اس کے بعد دیکھیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پھر میں بھی دوسروں کی طرح شور مچاؤں۔

جناب سپیکر: جی، مچالیں۔ اچھے بچے شور نہیں مچاتے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ نے commitment کی تھی کہ کل یعنی آج اس پر بات کے لئے مجھے وقت دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، فرمالیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم تو اس Chair کی بات کو قابل احترام سمجھتے ہیں اور ہمارا تو خیال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ سے کیا بات کی تھی؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ نے کہا تھا کہ اس ایوان میں بات ہو گی اور میں نے ہی تو بات شروع کی تھی جس پر ناظم شاہ صاحب نے دوبارہ issue اٹھایا تھا۔ آپ نے کہا تھا کہ کل پرائیویٹ ممبر ڈے ہے اور کل آپ اس پر بات کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ کر لیتے ہیں پہلے مجھے اس پر کام کرنے دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پھر آپ کی یہ commitment ہے کہ بعد میں مجھے وقت دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل۔ جب آپ بات کریں گے تو جواب بھی لیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جی، بالکل۔ اس پر ہم کس وقت بات کریں گے؟

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، یہ قرارداد چودھری ظہیر الدین صاحب کی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس پر پھر کس وقت بات کریں گے؟

جناب سپیکر: یہ قرارداد چودھری ظہیر الدین صاحب کی ہے، کیا وہ آپ کو لکھ کر دے گئے ہیں یا واک آؤٹ میں ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جب واک آؤٹ کرنے والوں کی چیزیں pending کر رہے ہیں تو اس قرارداد کو بھی pending کر دیں۔

جناب سپیکر: چلیں، اس کو pending کر دیتے ہیں till next week۔ اگلی قرارداد جناب محمد طارق امین ہوتیانہ کی ہے، اس کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی قرارداد محترمہ ساجدہ میر کی ہے۔

حکومت پنجاب سے پانی کی غلاظت کے خاتمہ کے لئے فی الفور اقدامات کا مطالبہ

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پانی اللہ تبارک وتعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے جس کے بغیر نوع انسانی کا گزارا ناممکن ہے مگر گزشتہ کچھ عرصے سے لاہور کے مختلف علاقوں سے پانی میں غلاظت کی خبریں آنا معمول بن گئی ہیں۔ نلکوں سے گندا پانی آنے کی وجہ سے لوگوں میں پیٹ کی بیماریاں عام ہو رہی ہیں اور اگر یہ پانی اپنا کمال دکھا گیا تو کسی بھی مہلک وباء کے پھیلنے کا اندیشہ پیدا ہو سکتا ہے۔ اس گرد آلود اور بدبو دار پانی سے مٹی کے ذرات اور بسا اوقات چھوٹے چھوٹے کیڑے مکوڑے بھی نکل آتے ہیں لہذا حکومت پنجاب پانی کی غلاظت کے خاتمے کے لئے فی الفور اقدامات کرے تاکہ عوام الناس شفاف پانی پی کر مہلک بیماریوں سے محفوظ رہ سکیں۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پانی اللہ تبارک وتعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے جس کے بغیر نوع انسانی کا گزارا ناممکن ہے مگر گزشتہ کچھ عرصے سے لاہور کے مختلف

علاقوں سے پانی میں غلاظت کی خبریں آنا معمول بن گئی ہیں۔ نلکوں سے گندا پانی آنے کی وجہ سے لوگوں میں پیٹ کی بیماریاں عام ہو رہی ہیں اور اگر یہ پانی اپنا کمال دکھا گیا تو کسی بھی مہلک وباء کے پھیلنے کا اندیشہ پیدا ہو سکتا ہے۔ اس گرد آلود اور بدبودار پانی سے مٹی کے ذرات اور بسا اوقات چھوٹے چھوٹے کیڑے مکوڑے بھی نکل آتے ہیں لہذا حکومت پنجاب پانی کی غلاظت کے خاتمے کے لئے فی الفور اقدامات کرے تاکہ عوام الناس شفاف پانی پی کر مہلک بیماریوں سے محفوظ رہ سکیں۔"

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس قرارداد کی مخالفت تو نہیں کروں گا لیکن میں صرف ڈیپارٹمنٹ کا جواب معزز ایوان کی معلومات کے لئے پڑھنا چاہتا ہوں۔ "لاہور میں لوگوں کو صاف پانی کی فراہمی کے لئے جو اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں ان میں پانی میں کلورائیڈ محلول ملانا، پرانی و ناکارہ واٹر سپلائی لائنوں کو تبدیل کرنا، پائپ لائنوں کو گاہے بگاہے صاف کرنا اور پائپ لائنوں میں مثبت دباؤ رکھنا شامل ہے۔ پائپ لائنوں اور کنکشنوں کی تبدیلی کے لئے رواں مالی سال حکومت پنجاب نے 245.703 ملین روپے مختص کئے ہیں اور 69 عدد پرانے ٹیوب ویل جن کی میعاد ختم ہو چکی تھی جن کو 494.647 ملین روپے کے اخراجات سے تبدیل کیا جا رہا ہے تاکہ لوگوں کو وافر پانی مل سکے۔" اس قرارداد میں جن خدشات کا اظہار کیا گیا ہے ان کو دور کرنے کے لئے حکومت already اس پراجیکٹ پر عمل کر رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ان خدشات کو دور کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: لاء منسٹر صاحب ٹھیک کہتے ہیں۔ انہوں نے جو اقدامات کئے ہیں اس میں پرانے شہر کو تو آپ چھوڑیں کہ وہاں پر پائپ لائنیں ابھی تک تبدیل نہیں ہوئیں جو پوش علاقے ہیں وہاں پر بھی سیوریج کا ملا ہوا پانی آتا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، آپ تشریف رکھیں۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پانی اللہ تبارک وتعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے جس کے بغیر نوع انسانی کا گزارا ناممکن ہے مگر گزشتہ کچھ عرصے سے لاہور کے مختلف علاقوں سے پانی میں غلاظت کی خبریں آنا معمول بن گئی ہیں۔ نلکوں سے گندا پانی

آنے کی وجہ سے لوگوں میں پیٹ کی بیماریاں عام ہو رہی ہیں اور اگر یہ پانی اپنا کمال دکھا گیا تو کسی بھی ملک وباء کے پھیلنے کا اندیشہ پیدا ہو سکتا ہے۔ اس گرد آلود اور بدبو دار پانی سے مٹی کے ذرات اور بسا اوقات چھوٹے چھوٹے کیڑے مکوڑے بھی نکل آتے ہیں لہذا حکومت پنجاب پانی کی غلاظت کے خاتمے کے لئے فی الفور اقدامات کرے تاکہ عوام الناس شفاف پانی پی کر مہلک بیماریوں سے محفوظ رہ سکیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: موجودہ قراردادوں میں پہلی قرارداد محترمہ ثمینہ خاور حیات کی ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں یہ اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی قرارداد جناب محمد وارث کلو کی ہے۔

ضلع خوشاب میں کارڈیالوجی سنٹر قائم کرنے کا مطالبہ

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ سرگودھا ڈویژن کے ضلع خوشاب میں کارڈیالوجی سنٹر قائم کیا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ سرگودھا ڈویژن کے ضلع خوشاب میں کارڈیالوجی سنٹر قائم کیا جائے۔"

اس کی مخالفت نہیں کی گئی ہے۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ سرگودھا ڈویژن کے ضلع خوشاب میں کارڈیالوجی سنٹر قائم کیا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اگلی قرارداد محترمہ راحیلہ خادم حسین کی ہے۔

صوبہ کے بوائزو گرلز سکولوں اور کالجوں میں موبائل فون کے استعمال پر پابندی کا مطالبہ

محترمہ راحیلہ خادم حسین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ کے تمام سکول اور گرلز و بوائز کالجز میں موبائل فون کے استعمال پر فوری پابندی عائد کی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ کے تمام سکول اور گرلز و بوائز کالجز میں موبائل فون کے استعمال پر فوری پابندی عائد کی جائے۔"

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر!۔۔

جناب سپیکر: کیا آپ oppose کرنا چاہتی ہیں؟

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! میں اس پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: چھوڑیں، گورنمنٹ نے oppose نہیں کیا اس لئے آپ مہربانی کر کے بیٹھ جائیں۔ یہ قرارداد پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ کے تمام سکول اور گرلز و بوائز کالجز میں موبائل فون کے استعمال پر فوری پابندی عائد کی جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: چوتھی قرارداد جناب اعجاز احمد کاہلوں کی ہے۔

سرگودھا ڈویژن میں سرگودھا ڈویلپمنٹ اتھارٹی قائم کرنے کا مطالبہ

جناب اعجاز احمد کاہلوں: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ سرگودھا ڈویژن میں سرگودھا ڈویلپمنٹ اتھارٹی (SDA) قائم کی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ سرگودھا ڈویژن میں سرگودھا ڈویلپمنٹ اتھارٹی (SDA) قائم کی جائے۔"

اس کی مخالفت نہیں کی گئی ہے۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ سرگودھا ڈویژن میں سرگودھا ڈویلپمنٹ اتھارٹی (SDA) قائم کی جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، اگلی قرارداد محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی طرف سے ہے اس قرارداد کو بھی next week تک pending کیا جاتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ فرمالیں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ رانا صاحب! ذرا ان کی بات غور سے سنیں، یہ اپنی بات کو بار بار سنانا چاہتے ہیں۔ جی، کاہلوں صاحب!

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی! کاہلوں صاحب! آپ تشریف رکھیں، آپ کی بڑی مہربانی۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم ایک قراداد پچھلے تین سال سے اس ہاؤس میں بار بار جمع کرواتے ہیں وہ جنوبی پنجاب کے انتظامی معاملات الگ کرنے کے سلسلے میں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ اس بات کو دوبارہ دہرائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ مہربانی کرکے میری بات سنیں۔۔۔

جناب سپیکر: میں کہہ رہا ہوں کہ آپ اس بات کو دوبارہ دُہرادیں۔

جنوبی پنجاب کے انتظامی معاملات الگ کرنے کے حوالے سے25۔جون2010 کے ایجنڈے پر آنے والی قرارداد کو دوبارہ ایجنڈے پر لانے کا مطالبہ

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!ہم تقریباً پچھلے تین سال سے بار بار ہر اجلاس میں ایک قرارداد جمع کرواتے ہیں کہ جنوبی پنجاب کو انتظامی طور پر الگ درجہ دینے کے لئے وفاقی حکومت سے درخواست کریں۔اسی ہاؤس کے ایجنڈے میں جمعتہ المبارک 25۔جون2010 صبح9:00 بجے منعقد ہونے والے اسمبلی کے اجلاس کی جو فہرست ہے اس میں پہلے محکمہ ہاؤسنگ وشہری ترقی اور پبلک انجنیئرنگ سے متعلق سوالات جوابات ہیں اوراس کے بعد غیر سرکاری کارروائی میں ایکPrivate Member Bill (in House Working Women Protection Bill)،دوسرا اس ایجنڈے پر مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں تھیں اور25۔جون2010کو یہ قرارداد اس ایوان کے بزنس کا حصہ بن چکی ہے۔25۔جون جمعتہ المبارک کو بجٹ سیشن کے دورانPrivate Members Day آیا تھاکیونکہ بجٹ بحث کے دورانPrivate Members Dayکو آخر میںtake upکیا جاتا ہے۔ اس دن اسمبلی کا ریکارڈ اس بات کا گواہ ہے کہ اس دن ایجنڈے پر موجود کوئی بھی چیز کوtake upنہیں کیا گیا تھا۔اسمبلی کا اجلاس تقریباً پونے دو گھنٹے دیر سے شروع کیا گیا تھا،پھر وزیراعلیٰ صاحب ہاؤس کے اندر آئے تھے،آدھا گھنٹہ ان کی تعریف کی گئی تھی پھر اسی میں وقت ختم ہو گیا تھااور ایجنڈے کے بزنس کوtake upکئے بغیر اجلاس ختم ہو گیا تھا۔

جناب سپیکر:جی،اب وہ ختم ہو گیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!میری عرض تو سن لیں۔اس کے بعد بھی ہر اجلاس کے اندر ہم یہ قرارداد جمع کراتے رہے ہیں پھر آپ کے دفتر کی طرف سے مہینوں تک جواب نہیں آتا تھا اوراس کے بعد کہا جاتا تھا کہ یہ چیز غیر آئینی ہے اس لئے اس کو ایجنڈے میں نہیں لایا جاتا۔میری عرض ایک تو یہ ہے کہ اگر25۔جون2010کو یہ چیز ایجنڈے پر آئی تھی تو اس کے بعد ایسی کیا چیز ہوئی ہے کہ اس سے اگلے کسی اجلاس میں یہ نہیں آئی؟۔۔۔

جناب سپیکر:جی،اب وہfinishہو گیا۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!مجھے عرض تو کرنے دیں ہم اپوزیشن والے صرف بول ہی سکتے ہیں اور ہمیں بولنے کا موقع تو دے دیا کریں۔

جناب سپیکر: جی، آپ بولتے جائیں، میں کب کہتا ہوں کہ آپ نہ بولیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جس کا بار بار حوالہ دیا جاتا ہے کہ آرٹیکل (239) سب کلاز (4) وہ میں صرف آپ کے لئے پڑھ دیتا ہوں۔

A Bill to amend the Constitution which would have the effect of altering the limits of a Province shall not be presented to the President for assent unless it has been passed by the Provincial Assembly of that Province by the votes of not less than two thirds of its total membership.

جناب سپیکر! وہ Bill وفاقی اسمبلی اور سینیٹ کے بعد اس اسمبلی میں آئے گا پھر اس Bill پر یہاں vote ہوگا یعنی یہ قانون کہتا ہے۔ 1985 کی آٹھویں ترامیم سے پہلے اسی کے متعلق اس میں یہ تھا کہ۔۔۔ سپیکر صاحب آپ کی توجہ چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، آپ بات کریں میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کے بعد 1985 سے پہلے یہ تھا کہ اگر یہ تبدیلی لانی تھی تو پھر صوبائی اسمبلی میں سے اس کو originate ہونا تھا پھر اس نے قومی اسمبلی اور سینیٹ کے اندر جانا تھا اور ان کے پاس کرنے کے بعد وہ آئینی ترمیم ہو سکتی تھی۔ جب 1985 میں جنرل ضیاء الحق صاحب نے آئین کے اندر ترمیم کی تو اس میں سے یہ چیز ہٹادی گئی کہ اس نے کس طرح شروع ہونا ہے۔ پہلے یہ شروع ہی Resolution سے ہونا تھا اور اب اس عمل نے Resolution سے شروع نہیں ہونا۔ اب چونکہ آئینی ترامیم وفاقی پارلیمنٹ کا اختیار ہے اور یہ سینیٹ اور قومی اسمبلی میں عمل ہونا ہے۔ ہم اس اسمبلی کے اندر جو چیز دے رہے ہیں یا ہم ایک قرارداد پیش کر رہے ہیں۔ اب میں آپ کے سامنے اسی Rules of Business کو پڑھتا ہوں۔

116-Forms and Contents of Resolution- (1) A Resolution may be in the form of declaration of opinion or recommendation, or convey, a message, or commend, or request an action or call attention to matter or situation

for consideration by the Government or in such other forms as a Speaker may consider appropriate.

جناب سپیکر!اب اس کا نمبر2یہ ہے کہ:

Subject to sub-rule (3), a Resolution shall relate to a matter which is primarily the concern of the Government…

اب sub rule(3)کیا ہے

A Resolution seeking to make a recommendation to the Federal Government or to the National Assembly or to communicate the views of the Assembly to that Government or Assembly in a matter which is not primarily the concern of the Government shall be admissible.

توہم اس اسمبلی سے اپنی اظہار رائے،اپنی recommendation،اپنا ایک نظریہ اور اپنی سفارش یہ ساری چیزیں جو میں نے ابھی پڑھی ہیں یہ ساری چیزیں اس اسمبلی سے ہم وفاقی حکومت، وفاقی اسمبلی اور سینیٹ کو کہہ رہے ہیں کہ یہ چیز ہم request کر رہے ہیں کہ ہماری opinion یہ ہے اور ہم یہ چیز کرنا چاہتے ہیں۔ جہاں تک تعلق ہماری اسمبلی کے اختیارات کا ہے کہ اس سمبلی کے کیا اختیارات ہیں؟ہم اس اسمبلی میں سے اپنی opinion دے سکتے ہیں ، جس طرح ہم یہاں سے comments کرتے،جس طرح ہم یہاں سے پاکستان اور چائنا کی دوستی کو appreciate کرتے،جس طرح ہم یہاں سے American attack کو condemn کرتے ہیں وہ ساری چیزیں بھی وفاقی حکومت اور foreign ministry کا کام ہے اور وہ پنجاب حکومت کے کرنے والا کام نہیں ہے لیکن ہم یہاں سے اس کی سفارش کرتے ہیں اور، ہم اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔اسی طرح ہم اپنی رائے کا اظہار کرنے کے لئے یہ چیزیں جمع کرواتے ہیں اور یہ اسمبلی کے ایجنڈے کا حصہ بن چکی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر:جی،وہ ختم ہو چکی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!آیا25۔جون2010کے بعد rules میں کوئی ترمیم کر دی گئی ہے کہ 25۔جون تک تو یہ چیز آسکتی تھی اور اب یہ نہیں آسکتی۔میری گزارش یہ ہے کہ جس عمل کے

لئے ہم یہ قرار داد دے رہے تھے،اس پر میں ایوان کے floor سے ایم کیوایم والوں کا شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے وہ عمل شروع کر دیا ہے اور انہوں نے اس چیز کو قومی اسمبلی اور سینیٹ کے اندر move کر دیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی،جنہوں نے وہ کام کرنا تھا انہوں نے شروع کر دیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!آپ میری بات کو روک دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی،لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!میری عرض یہ ہے کہ سپیکر کی Chair کا کام ہے کہ ہماری باتوں کو listen کرے نہ کہ ہمارے ساتھ بحث مباحثہ کرے۔۔۔

جناب سپیکر: جی،میری بات سنیں۔جہاں پر آپ track سے off ہو جائیں گے وہاں پر میرا فرض ہے کہ میں آپ کو بتاؤں،میرے بھائی دیکھیں یہ آئین پاکستان ہے اور آئین پاکستان میں واضح طور پر لکھا ہے آپ نے جس آرٹیکل کا نمبر بتایا ہے وہ آپ پڑھ لیں اور میرے خیال میں بھی reading ہی کافی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی،لغاری صاحب!اب ان کی بات سنیں اور آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میرے بھائی محسن لغاری صاحب بار بار اس بات کو repeat کر رہے ہیں،ان کی بات مکمل ہو گئی ہے اور وہ آپ کی اور میری سمجھ میں آ گئی ہے۔ میں اس بارے عرض کرتا ہوں کہ دیکھیں جہاں تک اس سے پہلے کبھی اس کا ایجنڈے پر آنے کی بات ہے تو جب ایجنڈے پر یہ بات سامنے آئی اور اگر وہ اس دن ہاؤس میں پیش ہوتی تو میں اس وقت اپنا اعتراض کرتا لیکن جب وہ ہاؤس میں پیش نہیں ہوئی تو میں نے آپ کے آفس کو باضابطہ طور پر اپنے اس اعتراض سے آگاہ کیا کہ یہ آئین کی violation ہے اور آپ اس Resolution کو اس طرح نہیں لے سکتے۔اب میں اپنے بھائی محسن لغاری صاحب کو جو آئین اور rules کی بڑی سمجھ رکھتے ہیں۔میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ آپ کسی طرح سے بھی،اب آئین میں جو ترمیم ہوئی ہے اس کو آپ deceive نہیں کر سکتے،اس کو آپ bypass نہیں کر سکتے،اس کو آپ cross over نہیں کر سکتے۔ جب Resolution کی بات آئین میں تھی اور اس کے بعد جب amend ہو گیا تو amendment کے

بعداس کی منشاء جو ہے وہ بڑی واضح ہے۔ میرے پاس 1973کا آئین ہے اس آئین میں بھی آرٹیکل یہی ہے اور اس کا نمبر 239 ہے اب اس میں سب آرٹیکل 4 ہے اس وقت اس کا سب آرٹیکل 7 تھا۔ میں یہ آرٹیکل آپ کے سامنے پڑھ دیتا ہوں۔

A Bill to amend the Constitution which would have the effect of altering the limits of a Province shall not be passed by the National Assembly unless it has been approved by a Resolution of the Provincial Assembly of that Province passed by the vote of not less than two third of its total membership of that Assembly.

یعنی 1973 کے آئین میں یہ تھا کہ نیشنل اسمبلی بل اس وقت تک پاس نہیں کرے گی جب تک جس صوبے کی limits نے تبدیل ہونا ہے ،وہاں سے ایک Resolution pass نہیں ہو گا اور وہ Resolution pass ہو گا two third of the total membership اب جبکہ آئین amend ہو کر اس Resolution کا اختیار آئین نے ختم کر دیا۔اب آپ اس Resolution کو جو two third majority سے پاس ہونا تھا اب آپ اس کو simple majority کے ساتھ کیسے پاس کر سکتے ہیں؟ یعنی یہ جو resolution میرے بھائی محسن لغاری صاحب پیش کر رہے ہیں، یہ تو اگر House میں پانچ آدمی بھی بیٹھے ہوں تو پھر بھی یہ Resolution pass ہو سکتا ہے اس لئے یہ جو Resolution دینا چاہتے ہیں یا پاس کروانا چاہتے ہیں وہ اس Resolution سے بالکل مختلف ہے۔ وہ resolution تھا اور اس میں two third majority of total membership تھی۔ یہ نہیں کہ House بھی کورم میں ہو اور آپ majority کے ساتھ اس کو legislate کر لیں۔ نہیں، ایسا نہیں ہے۔ اب اس میں ترمیم ہو گئی تو ترمیم ہوئی ہے تو وہ ترمیم purposeful ہے ۔ اس کا یہ purpose ہے کہ اس نے اس Resolution کی option کو صوبائی اسمبلی سے ہٹا دیا ہے، واپس لے لیا ہے اور آئین اس بات کا اختیار رکھتا ہے ، پارلیمنٹ یہ اختیار رکھتی ہے کہ وہ کسی بھی ماتحت ادارے کا جو اختیار ہے اس میں limits مقرر کرے۔اب جو آرٹیکل 239(4) ہے وہ میں پڑھ دیتا ہوں۔

A Bill to amend the Constitution which would have the effect of altering the limits of a Province shall not be presented.

یعنی وہاں پر تھا کہ Shall not pass by the National Assembly. اب یہاں نیشنل اسمبلی سے پاس ہو گیا ہے اور present ہونا ہے President کو، تو وہ کہتے ہیں کہ جب نیشنل اسمبلی اس بل کو پاس کر دے گی تو وہ President کو assent کے لئے نہیں بھیجا جائے گا بلکہ وہی Resolution والا جو مقصد پہلے تھا اب اس کو انہوں نے بعد میں کر دیا ہے کہ:

> Shall not be presented to the President for assent unless it has been passed by the Provincial Assembly of that Province by the vote of not less than two third

یہ تو معاملہ ہی total membership کی two-third majority کا ہے جو کہ پہلے آئین میں تھا اس کے بعد یہ جو ترمیم ہے یہ purposeful ہے۔ یہ based on a specific object ہے جس سے انہوں نے اس Resolution کا اختیار اور اس کی جو option تھی اس کو ختم کر دیا ہے۔ اب اس ترمیم کو یا آئین کی جو موجودہ پوزیشن ہے اس کو کسی طریقے سے آپ bypass نہیں کر سکتے اور پھر bypass بھی آپ اس طرح سے کریں کہ کہاں total membership کی two third majority اور کہاں جس طرح سے ہم یہاں Resolution pass کرتے ہیں کہ نہ صرف کورم کے ساتھ بلکہ without any majority pass کرتے ہیں اس لئے resolution کی option اس ترمیم کے بعد اب اس House کے پاس نہیں ہے۔ یہ بل پہلے وہاں پر originate ہو گا اور جب وہاں سے پاس ہو گا پھر یہاں پر آئے گا اور یہاں پر بھی two-third majority of total membership سے اس کو pass یا reject کیا جا سکے گا۔

جناب سپیکر! دوسری یہ بات کہ اس میں ترمیم ہوئی تھی ایک آمریت کے دور میں ایک آمر نے یہ ترمیم کی تھی اور آپ یہ دیکھیں کہ اس میں جو موجودہ democratic setup ہے جو Democratic Assembly ہے اس کی بھی vision اس میں موجود ہے کہ اٹھارہویں ترمیم میں ان تمام ترامیم کو کم و بیش ہٹا دیا گیا ختم کر دیا گیا جو اس دوران ہوئیں تھیں لیکن اس ترمیم کو برقرار رکھا گیا اس لئے اب یہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد موجودہ جو پارلیمنٹ ہے اس کی بھی اس کے پیچھے force ہے اس لئے جو آئین کی موجودہ پوزیشن ہے ہم اس کو اس طرح سے bypass نہیں کر سکتے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! 1973 کا آئین ہمارا ایک متفقہ آئین تھا اس کا آرٹیکل ابھی رانا صاحب نے پڑھ کر سنایا ہے اور میں اس کی جو spirit ہے اس کی طرف آتا ہوں، اس وقت جو ہماری

دونوں بڑی پارٹیاں ہیں وہ بار اس پر emphasizeاور reemphasizeکرتی ہیں کہ ہم آئین کو 1973کی روح کے مطابق لے کر آئے ہیں۔اس کے اندر جو جنرل ضیاء الحق صاحب نےamendment کی تھی وہ1973کے آئین سے مختلف ہو گئی ہے اور پھر میں یہ گزارش کروں گا کہ Resolutionلانے کی restrictionنہیں ہے۔وہ بل یہاں پر آئے گا۔

جناب سپیکر: نہیں ایسا نہیں ہے۔آپ میری بات سنیں۔

Your arguments are shaky than weighty, but Rana Sana Ullah arguments are weighty than shaky. So I overrule your point of order.

اب آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اجلاس کل مورخہ 4۔جنوری 2012 صبح10:00بجے تک کے لئے اجلاس ملتوی کیا جاتا ہے۔